

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

Monthly Magazine | Faizan-e-Madina | رنگین شمارہ

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

نومبر 2026ء/ جُمادَی الاُخریٰ 1448ھ

- کلامِ الٰہی کی تکمیل اور عقیدۂ ختمِ نبوت 4
- عزتِ مسلم کی حفاظت کا انعام 6
- ہجرتِ نبوی میں گھرانۂ صدیقی کا کردار 28
- انگلیاں روشن ہو گئیں 55
- بیٹیوں کو گھر داری سکھائیں 60

عِرقُ النّساء کا درد

عِرقُ النّساء کی پہچان یہ ہے کہ اس میں چڑھے (یعنی ران کے جوڑ) سے لے کر پاؤں کے ٹخنے تک شدید درد ہوتا ہے یہ مرض برسوں تک پیچھا نہیں چھوڑتا۔ روزانہ درد کے مقام پر ہاتھ رکھ کر اول آخر درود شریف سورۃُ الفاتحہ 1 بار اور 7 مرتبہ یہ دُعا پڑھ کر دم کر دیجیے: "اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی سُوْءَ مَا اَجِدُ" اگر دوسرا کوئی پڑھ کر دم کرے تو عَنِّی کی جگہ مرد کے لیے عَنْہُ اور عورت کے لیے عَنْھَا کہے۔ (مدت: تا حصولِ شفاء)

(مدنی پنج سورہ، ص389)

یَاقُدُّوسُ

کا جو کوئی دورانِ سفر ورد کرتا رہے
ان شآءَ اللہ تھکن سے محفوظ رہے گا۔

(مدنی پنج سورہ، ص246)



فالج ولقوہ

سورۂ زلزال لوہے (STEEL) کے برتن پر لکھ کر دھو کر پلائی جائے۔

"سورۂ زلزال" لوہے (STEEL) کے برتن میں لکھ کر دیں کہ مریض اس پر دیکھے اِن شآءَ اللہ صحت ہو گی۔

(کام کے اوراد، ص2)



دماغی امراض کا وظیفہ





» لَاحَوْل شریف ساٹھ بار

» الحمد شریف اور آیۃ الکرسی شریف ایک ایک بار

» تینوں قل (سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس) تین بار

پانی پر دم کر کے پلائیے۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص341)

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

رنگین شمارہ

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

نومبر 2026ء/ جُمادَی الاُخریٰ 1448ھ

جلد: 10 شمارہ: 11

چیف ایڈیٹر	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شعبہ ذمہ دار	مولانا بلال حسین عطاری مدنی
ذمہ دار شعبہ ڈیزائننگ	مولانا حفیظ الرحمٰن عطاری مدنی
شرعی مفتش	مفتی محمد انس رضا قادری
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

مَہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر: سراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الْغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیِّدُنا **امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت** رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ **امام احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت **علامہ محمد الیاس عطّار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

آراء و تجاویز کے لیے

+9221111252692 Ext:2660

WhatsApp: +923103330935

Email: mahnama@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net

مکتبۃ المدینہ سے خریدنے کی صورت میں قیمت

رنگین شمارہ: 220 روپے | سادہ شمارہ: 110 روپے

ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات

رنگین شمارہ: 3700 روپے | سادہ شمارہ: 2300 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 10 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ

رنگین شمارہ: 3200 روپے سادہ شمارہ: 1800 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لیے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

Go To Index

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قرآن وحدیث	1	کلامِ الٰہی کی تکمیل اور عقیدۂ ختمِ نبوت	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی	4
	2	عزتِ مسلم کی حفاظت کا انعام	مولانا محمد ناصر جمال عطاری مدنی	6
فیضانِ سیرت	3	رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بیٹھنے کا اندازِ مبارک (قسط:01)	مولانا فرمان علی عطاری مدنی	8
مدنی مذاکرے کے سوال جواب	4	نظرِ بد کا اثر کب تک رہتا ہے؟ مع دیگر سوالات	امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری	10
دارالافتاء اہلِ سنّت	5	حضرت صدیق اکبر اور خلافت باطنی مع دیگر سوالات	مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی	12
مختلف مضامین	6	اسلام اور شخصی نکھار (قسط:02)	نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطاری	14
	7	جوانی	مولانا محمد آصف اقبال عطاری مدنی	17
	8	رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور نماز	حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ	19
	9	زندگی کا باغ	حاجی محمد امین عطاری	22
	10	نیکی میں جلدی کیجیے	مولانا شہزاد یونس عطاری مدنی	24
تاجروں کے لیے	11	احکامِ تجارت	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	26
بزرگانِ دین کی سیرت	12	ہجرتِ نبوی میں گھرانۂ صدیقی کا کردار	مولانا عدنان احمد عطاری مدنی	28
	13	حضرت سیدنا محمد بن جعفر رضی اللہ عنہما	مولانا اویس یامین عطاری مدنی	32
	14	محدث شام، امام ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ	مولانا گل فراز عطاری مدنی	33
	15	اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے	مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی	35
متفرق	16	رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غذائیں (خرگوش کا گوشت)	مولانا ابو محمد عطاری مدنی	37
	17	کینیڈا میں دینی کاموں کی دھوم (دوسری اور آخری قسط)	مولانا عبد الحبیب عطاری	39
	18	فیٹی لیور	مولانا بلال حسین عطاری مدنی	43
	19	سکون کی تلاش	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی	45
قارئین کے صفحات	20	نئے لکھاری	محمد کیف عطاری/عبد الرحمٰن امجد/سید اسید	48
بچّوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	21	اللہ سے محبت کرو	مولانا محمد جاوید عطاری مدنی	53
	22	انگلیاں روشن ہو گئیں	مولانا سیّد عمران اختر عطاری مدنی	55
	23	بچوں کے سوالات کو سنجیدگی سے لیجیے	مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطاری مدنی	58
اسلامی بہنوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	24	بیٹیوں کو گھرداری سکھائیں	اُمِّ میلاد عطاریہ	60
	25	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی	62
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے!	26	دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں	مولانا حسین علاؤ الدین عطاری مدنی	64



کلامِ الٰہی کی تکمیل اور عقیدۂ ختمِ نبوت

مولانا ابو النور راشد علی عطّاری مَدَنی*

عقیدۂ ختمِ نبوت اسلام کے بنیادی اور قطعی عقائد میں سے ہے۔ قرآنِ کریم نے جہاں صراحت کے ساتھ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خاتم النبیّٖن قرار دیا، وہیں مختلف اسالیب اور متعدد مقامات پر ایسے اصول بھی بیان فرمائے ہیں جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ختمِ نبوت پر نہایت مضبوط اور بلیغ دلالت کرتے ہیں۔ ان میں ایک اہم اور قابلِ توجہ پہلو دین کی تکمیل، اللہ تعالیٰ کے کلمات کے تمام و کامل ہونے، وحیِ الٰہی کے محفوظ رہنے اور اس میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کی نفی سے متعلق قرآنی بیانات ہیں۔ ان آیات کو باہم مربوط کرکے دیکھا جائے تو یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ اللہ پاک نے اپنے آخری رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت کے ذریعے دینِ ہدایت کو اپنی تکمیل تک پہنچایا، اپنی آخری کتاب نازل فرمائی اور اس ہدایت کو قیامت تک کے لیے محفوظ فرمادیا۔

اللہ پاک کی سنتِ جاریہ یہ رہی ہے کہ مختلف ادوار میں انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام تشریف لاتے رہے اور ان کے ذریعے اللہ پاک کا پیغام بندوں تک پہنچتا رہا۔ بنیادی عقیدہ، یعنی اللہ پاک کی توحید، اس کی عبادت اور اس کے رسولوں کی اطاعت، تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا مرکزی مضمون رہا، اگرچہ مختلف زمانوں، اقوام اور حالات کے اعتبار سے بعض شرعی احکام میں فرق ہوتا رہا۔ چنانچہ قرآنِ کریم نے انبیائے کرام کی دعوت کو ایک امت اور ایک بنیادی دین کے ساتھ مربوط فرمایا۔ لیکن جب سلسلۂ نبوت اپنے آخری مرحلے میں پہنچا اور رسولِ اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مبعوث ہوئے تو اللہ پاک نے آپ کی عالمگیر رسالت کے ذریعے دین کو ایسی جامعیت اور کمال عطا فرمایا جس کے بعد کسی نئے نبی، نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

قرآنِ کریم فرقانِ حمید نے نہایت واضح الفاظ میں اعلان فرمایا:

﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ﴾

ترجمۂ کنزُالعرفان: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔[1]

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایم فل علومِ اسلامیہ
ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

قرآنِ کریم نے دین اور کلامِ الٰہی کی تکمیل کو کئی مقامات پر ذکر فرمایا ہے، چنانچہ سورۃ الانعام میں ہے:

﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۱۱۵)﴾

ترجَمۂ کنزُالعِرفان: اور سچ اور انصاف کے اعتبار سے تیرے رب کے کلمات کامل ہیں۔ اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔[2]

اس آیتِ مبارکہ میں دو اہم نکات بیان ہوئے ہیں: پہلا یہ کہ اللہ پاک کا کلمہ، یعنی وحی و شریعت، "تَمَّتْ" یعنی اپنی تکمیل کو پہنچ چکا؛ دوسرا یہ کہ اس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ اس آیت میں قرآنِ پاک کی چار امتیازی شانیں بیان ہوئی ہیں: قرآنِ پاک اپنی ذات میں مکمل ہے، اس میں بیان کردہ ہر بات حق اور سچائی پر مبنی ہے، اس کے تمام احکام عدل و انصاف پر مشتمل ہیں، اور یہ ہمیشہ کے لیے ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہے۔ جب اللہ پاک کا کلام اپنی تکمیل کو پہنچ چکا اور اس میں تغیر و تبدل کی صراحتاً نفی کر دی گئی، تو اس کے بعد کسی نئے نبی کے ذریعے کسی نئی وحی کے نزول کا امکان خود اس اعلانِ تکمیل سے متصادم ہو جاتا ہے،

اسی طرح سورۃ الانعام کی آیت 34 میں ہے:

﴿وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ (۳۴)﴾

ترجَمۂ کنزُالعِرفان: اور آپ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا گیا تو انہوں نے جھٹلائے جانے اور تکلیف دیئے جانے پر صبر کیا یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آگئی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور بیشک تمہارے پاس رسولوں کی خبریں آچکی ہیں۔[3]

نیز سورۃ الکہف میں فرمایا:

﴿وَ اتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚۖ وَ لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا (۲۷)﴾

ترجَمۂ کنزُالعِرفان: اور اپنے رب کی کتاب سے اس وحی کی تلاوت کرو جو آپ کی طرف بھیجی گئی ہے۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور تم ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤ گے۔[4]

توضیح: اس آیت میں نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی طرف نازل شدہ وحی کی تلاوت جاری رکھیں، اور ساتھ ہی یہ ضمانت دی گئی کہ اس وحی کے کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ تبدیلی نہ کرنے کی یہ ضمانت خاص طور پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نازل شدہ وحی کے ساتھ خاص کی گئی، جو خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہی وحی حرفِ آخر ہے، اور اس کے بعد کسی نئی وحی کے ذریعے اس میں کسی تغیر کی گنجائش نہیں۔

کلامِ الٰہی کے تبدیلی سے محفوظ ہونے کا مفہوم سورۂ یونس میں بھی ہے:

﴿لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (۶۴)﴾

ترجَمۂ کنزُالعِرفان: اور آخرت میں خوشخبری ہے، اللہ کی باتیں بدلتی نہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔[5]

قارئینِ کرام! یہ تمام آیات قرآنِ کریم کا واضح اعلان ہیں کہ کلامِ الٰہی مکمل ہو چکا ہے اور اس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ تو جب کلامِ الٰہی مکمل ہو گیا تو اب کسی نبی کا آنا اسی اعلانِ تکمیل کے خلاف ہو گا، اور اللہ کریم کا فرمان کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا، لہٰذا جو کوئی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد بھی کسی نبی کے پیدا ہونے کا دعویٰ کرے یا ایسے مدعی کو سچا مانے وہ کافر، مرتد، جھوٹا، مکار اور اللہ کے کلام کا منکر ہے۔

نوٹ: وہ آیاتِ کریمہ جن میں قرآنِ کریم کی حقانیت کا چیلنج کیا گیا ہے، وہ بھی عقیدۂ ختمِ نبوت کی دلیل ہیں، اس کی تفصیل اگلے ماہ کے شمارے میں اِن شآءَ اللہ۔

---

(1) پ6، المائدۃ:3 (2) پ8، الانعام:115 (3) پ7، الانعام:34 (4) پ15، الکہف:27 (5) پ11، یونس:64۔



عزّتِ مسلم کی حفاظت کا انعام

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ یَّرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزّت بچائی اللہ پاک اُسے قیامت کے دن جہنّم کی آگ سے بچائے گا۔[1]

عزّت بچانے سے مراد

مسلمان کی عزّت بچانے سے مراد یہ ہے کہ اُس کی غیبت کرنے، عیب لگانے اور تکلیف پہنچانے والے کو روکنا یا دفاع کرنا ہے، اور یہ دفاع اُسے جہنم سے نجات دلائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عزّت؛ خون کی طرح ہے لہٰذا عزّت پامال کرنا خون بہانے اور عزّت بچانا خون بچانے کی طرح ہے۔[2]

معاشرے کی ترقی اور بقا کے لیے امن وامان ضروری ہے اور اس کا حصول ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کیے بغیر ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حق تلفی پر وعیدیں بیان کرکے اِس سے روکا، حفاظتِ حقوق کی تاکید کی اور اِسے پورا کرنے والوں کو خوش خبری سنائی ہے، اِنہی میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے، آیئے! اس اہم ترین حدیث کو مزید سمجھتے ہیں:

1 اسلامی بھائی چارہ اور اِس کے تقاضے اس حدیث میں "اپنے مسلمان بھائی" کا لفظ آیا ہے جو کہ احترامِ مسلم کا احساس دلاتا ہے، اور اِس حقِ بھائی چارہ کو ادا کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرنے پر جہنّم سے نجات کو بطورِ انعام و بشارت ذکر کیا گیا ہے۔ اسلامی بھائی چارے کی فضیلت اور تقاضے پر چند احادیث پڑھتے ہیں:

1 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو رُسوا کرے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مشغول رہتا ہے اللہ پاک اس کی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کی آزمائشوں میں سے کوئی مصیبت دُور فرمادے گا اور جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھتا ہے قیامت کے دن اللہ پاک اس کا پردہ رکھے گا۔[3]

2 حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: سب مسلمان ایک فرد کی طرح ہیں، جب اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارے جسم میں تکلیف ہوگی اور اگر سر میں درد ہو تو سارے جسم میں درد ہوگا۔[4]

3 حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا بعض حصّہ بعض کو مضبوط کرتا ہے۔[5]

2 جہنم سے بچانے والا عمل زبان اگرچہ ہوتی چھوٹی ہے، حرکت دینے میں عام طور پر کوئی مشقت اور تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی مگر اِس کی کے ذریعے نافرمانی بڑی ہوتی ہے، جسم کے دیگر حصّوں کے مقابلے میں زبان کا اثر زیادہ ہے، عموماً زیادہ

*ذمہ دار مرکز خدمۃ الحدیث وعلومہ (Hadith Research Center)

گناہ بھی اسی سے سرزد ہوتے ہیں، فتنے فسادات کا زیادہ تر دارومدار بھی زبان پر ہے، تکلیف دینے میں سب سے بڑا ہتھیار زبان ہی ہے۔ جیسے زبان سے بہت سارے گناہ کیے جاتے ہیں اسی طرح اِس سے بہت زیادہ نیکیاں بھی کی جاسکتی ہیں، اِنہی نیکیوں میں سے بہت بڑی نیکی زبان کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی حفاظت کرنا بھی ہے، زبان کا یہ وہ عمل ہے جو ہمیں جہنم سے نجات دلائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم

مسلمان کی عزّت کی حفاظت کیسے کریں؟

جہنم سے نجات بہت بڑا انعام ہے، انعام بڑا ہو تو اُس کے حصول کے لیے جدوجہد بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے تو آیئے! اِس سلسلے میں چند ایسے اصول مقرّر کرلیتے ہیں جن کو اپنا کر ہم مسلمانوں کی عزّت کی حفاظت کرسکتے ہیں:

1 مسلمان بھائی کی برائی نہ سننے کا عہد کیجیے اللہ کریم نے ہمیں چٹانوں سے مضبوط اور پہاڑوں سے بلند عزم کی نعمت سے نوازا ہے اگر ہم مشکل سے مشکل کام کرنے کا پختہ ارادہ کرلیں اور اللہ کی رحمت شامل ہو تو الحمدللہ وہ کام ہو جاتا ہے۔ اپنے مسلمان بھائی کی برائی نہ سننے کا پختہ عزم ہو تو پھر ایسے نازک موقع پر شرم و جھجک رکاوٹ نہیں بنتی اور کسی کا رعب و دبدبہ طاری نہیں ہوتا اور کسی کی بدزبانی کا ڈر یا ملامت کا خوف آڑے نہیں آتا۔ اگر کہیں زیادہ مشکل صورت حال بن بھی جائے تو یہی پختہ عزم حکمتِ عملی پر مشتمل کئی راستے دکھاتا ہے، ایسے ہر موقع پر مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ پیشِ نظر رہنا چاہیے چنانچہ ایک موقع پر آپ نے لوگوں سے پوچھا: جب تم کسی (بدزبان) کو اپنے بھائی کی عزت کی دھجیاں اُڑاتے دیکھتے ہو تب تمہیں کیا ہو جاتا ہے کہ اُسے روکتے نہیں؟ لوگوں نے عرض کی: ہم اُس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا: یہ زیادہ قریب ہے کہ تم (قیامت کے دن) گواہی کے لائق نہ رہو۔ (6)

2 خاموش تائید بھی ہرگز مت کیجیے اگر کسی مسلمان کی غیبت وغیرہ کی جارہی ہو تو ایسے موقع پر مسکرانا یا خاموش رہنا بھی ایک طرح کی تائید کی صورت ہے جو سامنے والے کی اِس کبیرہ گناہ پر حوصلہ افزائی کا ذریعہ بنتی ہے ایسے موقع پر براہِ راست روکنا ممکن نہ ہو تو ناگوار تأثر ظاہر کرنا مسلمان کی عزت بچانے اور ہلکی بات کرنے والے کو روکنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

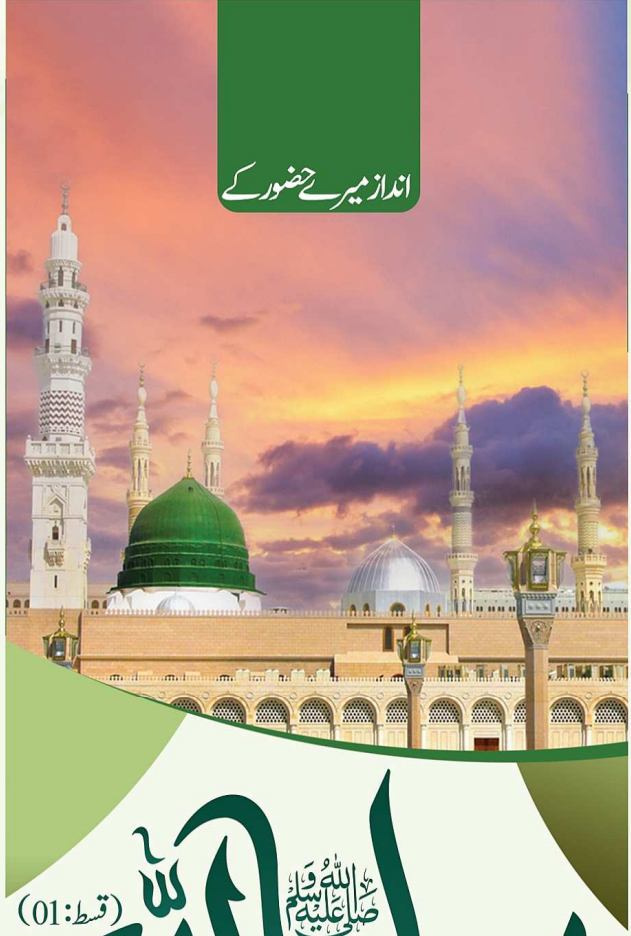
3 موضوع بدل دیجیے کسی فرد کی غیر موجودگی میں "غائبانہ اصلاح" کا خوب صورت عنوان دے کر اُس کی غیبت، عیب جوئی یا تہمت وغیرہ جیسے زبانی گناہ کیے جارہے ہوں تو ایسے گناہوں کے تسلسل کو توڑنے کے لیے حکمت و دانائی کے ساتھ موضوع بدل دینا بہت مفید رہتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں لوگوں سے یہ بدترین موضوع چھڑوانے کے لیے ذکرِ خدا و مصطفےٰ کرنا، بزرگانِ دین کے فرامین یا واقعات سنانا، لوگوں کے ذاتی مشاہدے، مطالعے اور تجربات کے بارے پوچھنا یا بتانا، خوش طبعی پر مشتمل کوئی سبق آموز حکایت سنا دینا ماحول کو خوش گوار بنانے کا ذریعہ ہے۔

4 سمجھانا سیکھ لیجیے کب، کہاں، کیا اور کیسے بولنا ہے؟ یہ آجائے تو زندگی پرسکون اور معاشرے کا ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے، دعوتِ اسلامی اس حوالے سے اعلیٰ ترین درس گاہ ہے جہاں سے لاتعداد لوگوں نے سمجھانا سیکھا ہے اور اب وہ پوری دنیا کے لیے باعثِ خیر بنے ہوئے ہیں۔ یہ سب بتانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ بھی عزّتِ مسلم کی حفاظت کرنے کا عزم کرچکے ہیں تو دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہو کر سمجھانے کا ہنر بھی سیکھ لیجیے یہ وہ صلاحیت ہے جو آپ کو دین و دنیا میں کامیاب و کامران کروانے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم

اللہ کریم ہمیں احترامِ مسلم کا جذبہ نصیب کرے اور مسلمانوں کی عزّت کا محافظ بنا کر دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔

---

(1) مسند احمد، 45/524، حدیث: 27536 (2) فیض القدیر، 6/175، شرح المصابیح لابن ملک، 5/306، المفاتیح، 5/226، دلیل الفالحین، 4/354 (3) بخاری، 2/126، حدیث: 2442 (4) مسلم، ص 1071، حدیث: 6588 (5) مسلم، ص 1071، حدیث: 6585 (6) جامع معمر بن راشد مع مصنف عبدالرزاق، 10/189، حدیث: 20429۔



رسولُ اللہ ﷺ کے بیٹھنے کا اندازِ مبارک

(قسط:01)

مولانا فرمان علی عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کے پیارے آخری نبی، محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی کا ہر پہلو ہمارے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا، گفتگو فرمانا اور لوگوں سے ملنا جلنا، الغرض زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں امت کے لیے درس موجود نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے نہ صرف آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ارشادات کو یاد رکھا بلکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ظاہری ہیئت، نشست و برخاست اور معمولات کو بھی نہایت اہتمام سے محفوظ فرما کر لوگوں تک پہنچایا۔

جب ہم رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بیٹھنے کے انداز کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مختلف مواقع پر مختلف انداز میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ کسی مجلس میں جہاں جگہ ملتی، وہیں بیٹھ جاتے، بیٹھنے کے ان مختلف انداز میں نہ تکبر تھا، نہ بناوٹ اور نہ ہی دنیاوی جاہ و جلال اور شان و شوکت کا کوئی اثر بلکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نشست بے مثال عاجزی اور سادگی کی آئینہ دار ہوتی تھی۔

آیئے! نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بیٹھنے کے چند مبارک انداز ملاحظہ کیجئے:

بیٹھنے کی کوئی ممتاز جگہ مقرر نہ فرماتے

نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک نشست و برخاست آپ کی بے مثال عاجزی و سادگی کی آئینہ دار ہوتی تھی۔ اللہ پاک کے محبوب اور تمام انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے سردار ہونے کے باوجود آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجلس میں اپنے لیے کوئی ممتاز مقام مقرر نہ فرماتے۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے درمیان اس طرح گھل مل کر بیٹھتے کہ آنے والا شخص آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو الگ سے پہچان بھی نہ پاتا کیونکہ آپ جب صحابۂ کرام کے درمیان تشریف لاتے تو کسی خاص اور ممتاز جگہ پر نہ بیٹھتے۔[1]

حضرت انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا، پھر صحابۂ کرام سے پوچھا: ”تم میں محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کون ہیں؟“ اس وقت نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابہ کے درمیان تکیہ لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ ہم نے کہا: ”یہ سفید رنگت والے شخص ہیں جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔“[2]

غور کیجیے! جس ذاتِ اقدس کے لیے کروڑوں دل عقیدت و محبت سے سرشار ہیں، جو مالکِ کونین اور تمام انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے سردار ہونے کے باوجود نہ نمایاں تخت و تاج رکھتے تھے، نہ شاہانہ پوشاک زیبِ تن فرماتے اور نہ مجلس میں اپنے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

لیے کوئی ممتاز مقام مقرر فرماتے۔ اسی سادگی کو دیکھ کر ایک اجنبی شخص آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پہچان نہ سکا اور اسے پوچھنا پڑا: ”تم میں محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کون ہیں؟“

جہاں جگہ ملتی وہاں بیٹھ جاتے

نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دوسروں کے حقوق اور معاشرتی آداب ملحوظ رکھتے ہوئے مجلس میں تشریف آوری کے وقت کسی کو اٹھا کر اپنی جگہ بنانے یا کسی کے لیے تنگی پیدا کرنے کے بجائے جہاں جگہ ملتی، وہیں تشریف فرما ہو جاتے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں جان ہند بن ابی ہالہ سے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مجلس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نشست و برخاست ہمیشہ ذکرِ الٰہی پر ہوتی اور مجلس میں پہنچتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے اور دوسرے لوگوں کو بھی اسی طرح کرنے کا حکم دیتے۔[3]

ایک موقع پر لوگوں کو بیٹھنے کا ادب سکھاتے ہوئے فرمایا: کوئی شخص مجلس میں سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔[4]

معلوم ہوا کہ مجلس میں دوسروں کے حق اور آرام کا لحاظ رکھنا بھی حسنِ معاشرت کا اہم حصہ ہے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے عمل اور ارشاد دونوں کے ذریعے امت کو یہ سکھایا کہ مجلس وہی خوب صورت ہے جہاں ہر شخص دوسرے کے حق اور راحت کا خیال رکھا جائے۔

قبلہ رُخ بیٹھتے

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک اندازِ نشست میں سے ایک انداز یہ بھی نمایاں تھا کہ آپ عموماً قبلہ رُخ ہو کر تشریف فرما ہوتے۔[5]

ہمیں بھی جب موقع میسر ہو اور کوئی رکاوٹ نہ ہو تو نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس پیاری سنت پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، خصوصاً تلاوتِ قرآنِ پاک، دینی مطالعہ، تصنیف و تالیف، دعا و اذکار اور درود و سلام پڑھتے وقت قبلہ رُخ بیٹھنا چاہیے کیونکہ قبلہ رُخ بیٹھنے میں قبلے کی تعظیم و تکریم ہے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا باعثِ خیر و برکت ہے۔

قبلہ رُخ بیٹھنے کی فضیلت کے بارے میں تین فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ کیجیے:

1. مجالس میں سب سے مُکرّم (یعنی عزّت والی) مجلس وہ ہے جس میں قبلے کی طرف مُنہ کیا جائے۔[6]
2. ہر شے کے لیے شرف (یعنی بُزرگی) ہے اور مجلس (یعنی بیٹھنے) کا شرف یہ ہے کہ اس میں قبلے کی سمت مُنہ کیا جائے۔[7]
3. ہر شے کے لیے سرداری ہے اور مجالس کی سرداری اس میں قبلے کو مُنہ کرنا ہے۔[8]

مجلس میں پاؤں نہ پھیلاتے

نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بیٹھنے کے انداز میں سے یہ بھی تھا کہ آپ اپنے ہم نشینوں کے سامنے پاؤں پھیلا کر تشریف فرما نہ ہوتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے اصحاب کے درمیان کبھی پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔[9]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے ہم مجلسوں کے سامنے اپنے پاؤں نہیں پھیلاتے تھے، بلکہ ان کی تعظیم و تکریم کے پیشِ نظر ایسا کرنے سے اجتناب فرماتے تھے۔[10]

اس سے معلوم ہوا کہ مجلس میں بیٹھتے وقت اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کے ادب و احترام کا خیال رکھنا چاہیے اور بلا ضرورت ان کے سامنے پاؤں پھیلانے سے بچنا چاہیے۔ بالخصوص علمائے کرام، والدین، اساتذہ اور بزرگوں کی مجلس میں اس ادب کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

(جاری ہے)

---

(1) دیکھئے: ابو داؤد، 4/297، حدیث: 4698 (2) دیکھئے: بخاری، 1/39، حدیث: 63 (3) الشمائل المحمدیۃ للترمذی، ص 191، حدیث: 319 (4) بخاری، 4/179، حدیث: 6270 (5) احیاء العلوم، 2/449 (6) معجم اوسط، 6/161، حدیث: 3861 (7) معجم کبیر، 10/320، حدیث: 10781 (8) معجم اوسط، 2/20، حدیث: 2354 (9) ترمذی، 4/221، حدیث: 2498 (10) شرح الطیبی، 11/37۔



مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کیے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 7 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کیے جارہے ہیں۔

1 لِباس میں پیوند لگانا

سُوال: کیا لِباس پر پیوند لگانا سنّت ہے؟

جواب: جی ہاں لِباس پر پیوند لگانا سنّتِ مبارکہ ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: لِباس کو اُس وقت تک پُرانا مت سمجھو جب تک اُس میں پیوند نہ لگالو۔ (دیکھیے: ترمذی، 3/302، حدیث: 1787) مزید یہ کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی کپڑوں میں پیوند لگانا ثابت ہے۔ (دیکھیے: مراٰۃ المناجیح، 6/108- تاریخ ابن عساکر، 59/171) پیوند لگانا ایسی سنّت نہیں ہے کہ اگر کوئی پیوند نہیں لگائے گا تو اُسے مجرم قرار دیا جائے گا۔ اب تو حالات بھی اتنے بدل چُکے ہیں کہ اگر کوئی پیوند لگائے گا تو ہو سکتا ہے لوگ اُس پر باتیں کریں کہ "اِس کے پاس پیسا بہت ہے لیکن بس دِکھانے کے لیے پیوند لگائے پھرتا ہے" یا اِس کے علاوہ ہو سکتا ہے اور بھی بہت کچھ بولا جائے، حالانکہ مسلمانوں کو بُرائیوں، بد گُمانیوں اور گناہوں سے بچانا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی سنّت پر عمل کی نیت سے لباس کی پھٹی ہوئی جگہ پر پیوند لگانا ہی چاہے تو بہت اچھا ہے کہ کپڑے کے اُس حصے میں لگالے جہاں کسی کی نظر نہ پڑے، جیسے پاجامے کے پھٹے ہوئے اُس حصے میں پیوند لگالے جو قمیص میں چُھپ جاتا ہے کہ اب یہ پیوند کا پیوند ہو جائے گا اور کسی بھی طرح کی نمائش بھی نہیں ہوگی۔

(مدنی مذاکرہ، 13 محرم الحرام 1443ھ)

2 نظرِ بد کب تک رہتی ہے؟

سُوال: نظرِ بد کا اَثر کتنے عرصے تک رہتا ہے؟

جواب: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نظرِ بد کا اثر ظاہر ہی نہیں ہوتا اور کبھی ظاہر ہوتا ہے تو فوراً چلا جاتا ہے جیسے کبھی کسی سے دَم کروالیا یا خود ہی اپنے اوپر دَم کرلیا تو فوراً ہی نظرِ بد کا اثر چلا جاتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نظرِ بد کا اثر انسان کو بستر تک لے جاتا ہے اور کبھی قبر تک۔ یوں نظرِ بد کا اثر ختم ہونے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 13 محرم الحرام 1443ھ)

3 امیرِ اہلِ سنّت کی بہارِ شریعت سے محبت

سُوال: آپ کو سب سے پہلے بہارِ شریعت کا تعارف کب ہوا؟

جواب: میری لڑکپن کی عمر تھی اور اتنی زیادہ سمجھ نہیں تھی، ہمارے علاقے کی بادامی مسجد (اولڈ سٹی ایریا کراچی) کے امام صاحب روزانہ ایک آدھ مسئلہ بیان کیا کرتے تھے جس میں مجھے مزہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ ظہر کی نماز کے بعد کسی نے امام صاحب سے مسئلہ پوچھا تو میں بھی اپنے بڑے بھائی کے ساتھ وہیں امام صاحب کے پاس کھڑا تھا، امام صاحب نے کسی کو کہا کہ "بہارِ شریعت لے آؤ۔" تو وہ بہارِ شریعت کا کوئی حصہ لے کر آئے جس پر ایک خوبصورت ٹائٹل تھا اور رنگین صفحہ تھا، امام صاحب نے اس کتاب کو کھولا تو اس میں "مسئلہ، مسئلہ"

لکھا ہوا تھا، یہ دیکھ کر میرے منہ میں پانی آرہا تھا حالانکہ اس وقت مجھے اتنا بھی شعور نہیں تھا کہ یہ کتاب دکان پر مل جاتی ہے، اس وقت امام صاحب نے اس شخص کو مسئلہ بتادیا اور مجھے وہ کتاب اچھی لگی لیکن میں غریب گھرانے کا ایک بچہ تھا کتاب کہاں سے خریدتا!! پھر جب مجھے مزید شعور آیا تو میں نے بہار شریعت کے 17 حصے پاکستانی 28 روپے میں خریدے۔ اب یہ مجھے یاد نہیں کہ پورا سیٹ ایک ساتھ خریدا یا کچھ کچھ حصے کر کے خریدی۔ اَلحمدُ لِلّٰہ میں نے "بہار شریعت" سے بہت زیادہ نفع اٹھایا ہے یہاں تک کہ کہنے والوں نے تو اتنا مبالغہ کر دیا کہ "الیاس قادری بہار شریعت کا حافظ ہے" حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے، میں نہ پہلے بہارِ شریعت کا حافظ تھا اور نہ اب ہوں، البتہ مجھے بہار شریعت سے محبت ہے میں اس کتاب کا درس دیتا تھا اور اس درس کا اعلان خود لکھ کر چار پانچ کلو میٹر پیدل چل کر اخبار کے آفس جاتا تھا اور انہیں دیتا تھا کہ یہ اعلان چھاپ دو کہ فلاں جگہ بہار شریعت کا درس ہو گا۔

(مدنی مذاکرہ، 2 ذوالقعدۃ الحرام 1442ھ)

4 ہند میں علمائے بِہار کی بَہار

سوال: کیا آپ کبھی "بِہار" (ہند) میں تشریف لائے ہیں؟

جواب: میں ابھی تک "بِہار" (ہند) نہیں جاسکا۔ البتہ مجھے یہ معلوم ہے کہ "بِہار" پورے ہِند کو عُلما سپلائی کرتا ہے جیسے پاکستان میں زِیادہ تر حفاظ و عُلما پنجاب سے ہوتے ہیں اس طرح ہِند کے بہت سے عُلما بِہار سے ہوتے ہیں۔ بِہار کے مسلمان علمِ دین سے محبّت کرتے ہیں، اپنے بچوں کو عُلما و امام بناتے ہیں۔ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مفتی وقار الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعلّق "بہار" سے ہے، مفتی عبد الحلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی "بِہار" سے ہیں، خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی ظفر الدین بِہاری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے "صحیح البہاری" اور "حیاتِ اعلیٰ حضرت" لکھی ہیں، ان کے فتاویٰ کا مجموعہ بھی چھپا ہوا ہے، یہ بھی بِہاری ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 7 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ)

5 زخمی شخص کی دعا قبول ہوتی ہے؟

سُوال: سنا ہے کہ "اگر کسی کو چوٹ لگ جائے اس وقت دعا مانگنی چاہیے کیونکہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔" یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: قرآنِ پاک میں ہے: ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: یا وہ بہتر جو مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے اور برائی ٹال دیتا ہے۔ (پ20، النمل: 62) یعنی اللہ پاک لاچار، مجبور، مضطر یعنی بے قرار کی دعا قبول فرماتا ہے۔ کسی شاعر نے چوٹ لگنے کے بارے میں کیا خوب کہا ہے کہ

مرنے کی طرف دیکھ نہ جینے کی طرف دیکھ
جب چوٹ لگے دل پہ مدینے کی طرف دیکھ

(مدنی مذاکرہ، 25 صفر المظفر 1443ھ)

6 نوچندی جمعرات کی حقیقت

سُوال: نوچندی جمعرات کی کیا حقیقت ہے؟

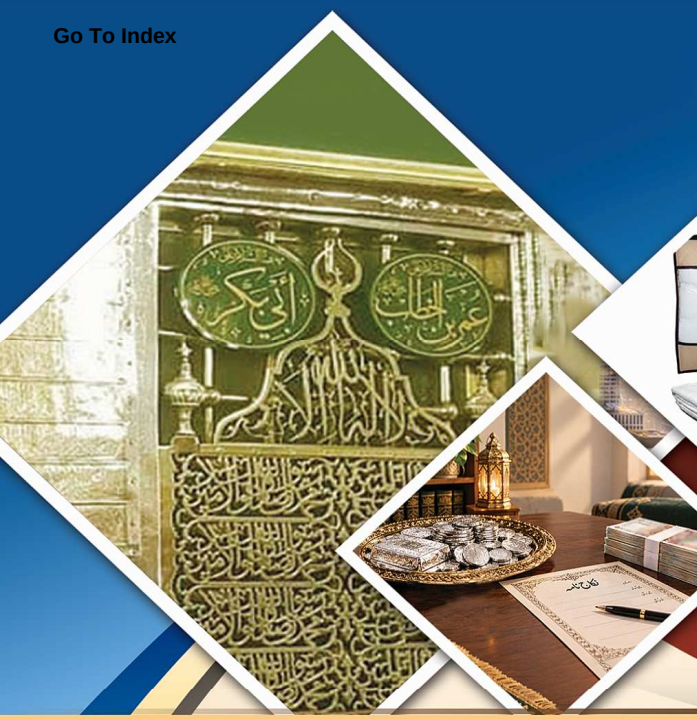
جواب: چاند کے مہینے کی پہلی جمعرات کو نوچندی جمعرات کہتے ہیں۔ بزرگوں سے اس کے بارے میں جو مختلف اوراد منقول ہیں کہ پہلی جمعرات کو یہ پڑھنا ہے اور دوسری جمعرات کو یہ پڑھنا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح بعض لوگ پہلی جمعرات کو مزاراتِ اولیا پر حاضری دیتے ہیں اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ ان کاموں کو ضروری نہ سمجھے۔

(مدنی مذاکرہ، 9 ذوالقعدۃ الحرام 1442ھ)

7 مکان بیچتے وقت پنکھے اتارنا کیسا؟

سُوال: اگر کسی نے مکان بیچا تو جو پنکھے وغیرہ ہوتے ہیں کیا وہ بھی اُس کی ملکیت ہے جس کو مکان بیچا ہے؟

جواب: پنکھے تو نکال کر لے جانے کا عرف ہے کہ جو مکان بیچتا ہے وہ پنکھے نکال کر لے جاتا ہے، البتہ اگر کوئی اپنی مرضی سے پنکھے چھوڑ دیتا ہے یا مکان کے ساتھ دے دیتا ہے تو یہ بھی ٹھیک ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 4 جمادی الاولی 1442ھ)





دارُالافتاء اَہلِسنّت

مفتی محمد ہاشم خان عطّاری مَدَنی*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کیے جارہے ہیں۔

1 کیا حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ صرف خلافتِ ظاہری میں پہلے نمبر پر ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس طرح کا عقیدہ رکھنے والے کا کیا حکم ہے کہ ظاہری خلافت میں حضرت ابو بکر رضی اللہُ عنہ اور باطنی خلافت میں حضرت علی رضی اللہُ عنہ پہلے نمبر پر ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

تمام مسلمانانِ اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ جس طرح حضرت سیدنا ابو بکر صدیق خلافت ظاہری میں خلیفہ بلا فصل اور سب سے افضل ہیں اسی طرح خلافت باطنی (ولایت روحانیت) میں بھی بلا کسی تخصیص و استثناء کے آپ رضی اللہُ عنہ خلیفہ بلا فصل اور سب سے افضل و اکمل ہیں۔

ظاہری و باطنی خلافت کی مذکورہ تقسیم بدعتی لوگوں کا مذہب ہے، حضرات خلفائے اربعہ بالترتیب نبیِ کریم کی ظاہری و باطنی ہر دو خلافتوں کے جامع تھے، اور ان کو دونوں خلافتیں (ظاہری و باطنی) حاصل تھیں۔ لہٰذا جو شخص یہ کہتا ہے کہ ظاہری خلافت میں حضرت ابو بکر رضی اللہُ عنہ اور باطنی خلافت میں حضرت علی رضی اللہُ عنہ پہلے نمبر پر ہیں اس کا یہ قول خلافِ حق ہے اور ایسا شخص اہلِ سنت سے خارج گمراہ، بد دین ہے اس پر لازم ہے کہ اس سے توبہ کرکے دوبارہ مسلک حقہ اہلِ سنت و جماعت قبول کرے۔

ایک اشتباہ کا ازالہ:

یہاں ایک اہم نقطہ سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ تمام اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو مقام ولایت و روحانیت اور قرب ربانی جناب صدیقِ اکبر رضی اللہُ عنہ کو حاصل ہے، وہ مقام، انبیا و مرسلین علیہم السلام کے بعد کسی بھی انسان کو حاصل نہیں، اور اسی قرب ربانی و معرفت نفسانی کے سبب جناب صدیقِ اکبر رضی اللہُ عنہ پوری امت پر افضلیتِ مطلقہ رکھتے ہیں، البتہ جناب مولی المسلمین حضرت علی رضی اللہُ عنہ کو یہاں ایک جزوی فضیلت حاصل ہے جو دیگر اصحاب کو حاصل نہیں اور وہ یہ کہ ولایت سے جو فیضان و ہدایت مخلوق کو پہنچی اور جو فیضان پہنچے گا، اس

* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

ہدایت وفیضان کے پیشوا مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیضان ولایت کی تقسیم آپ ہی کے سپرد ہے، اور یہ آپ کی خصوصیت اور تمام صحابۂ کرام پر جزوی فضیلت ہے جو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ کے منافی نہیں۔ اس سے اکثر بد مذہب لوگ سیدھے سادھے سنیوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے خلافت باطنی و قربِ الٰہی میں افضل تھے اور جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ تو فقط سیاسی خلیفہ تھے، ان کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس خصوصیتِ مرتبہ تکمیل و ارشاد کو لے کر حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر افضلیت کا قول کرنا باطل ہے، کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک جزوی فضیلت و خاصہ ہے جو کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی افضلیتِ مطلقہ و فضل کلی کے بالکل منافی نہیں اور یہ ایک خصوصیت ہی کیا! جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کئی ایسے خصوصی فضائل و کمالات ہیں جو دوسرے کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ میں نہیں لیکن اس سب کے باوجود جو ولایت و روحانیت و قربِ خداوندی جناب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے وہ مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ تمام صحابۂ کرام سے زیادہ ہے اور یہی مدار افضلیت مطلقہ ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 احرام کی حالت میں مونچھیں کاٹنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر محرم نے حالت احرام میں جان بوجھ کر بلا عذر اپنی آدھی یا پوری مونچھ کاٹ دی تو کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

احرام کی حالت میں جان بوجھ کر بلا عذر اپنی مونچھیں کاٹنا ناجائز و گناہ ہے، نیز اس سے ایک "صدقہ" بھی واجب ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی محرم نے حالت احرام میں جان بوجھ کر بلا عذر آدھی، خواہ پوری مونچھیں کٹوادی، تو اس پر اس گناہ سے توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک "صدقہ" بھی ادا کرنا لازم ہوگا۔

نوٹ: صدقہ کی مقدار ایک صدقہ فطر کے برابر ہے، یعنی نصف صاع (ایک کلو نو سو بیس گرام) گندم یا اس کا آٹا یا ستو یا ایک صاع (تین کلو آٹھ سو چالیس گرام) کھجوریں، منقی یا جو یا اس کا آٹا یا ستو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کسی فقیر شرعی یعنی مستحقِ زکوٰۃ شخص کو دیں، چاہے حرم شریف میں دے دیں یا اپنے وطن واپس آکر یہاں کے کسی فقیر کو دے دیں۔ البتہ افضل یہ ہے کہ حرم کے فقیروں کو ہی دیا جائے۔ اور صدقہ جہاں بھی دے، بہر حال قیمت اس مقام کے حساب سے دینی ہوگی، جہاں صدقہ ادا کرنے والا ادائیگی کے وقت خود موجود ہو۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 مہر میں چاندی دینا مقرر ہوا ہو تو بعد میں اس کے عوض رقم سے مہر ادا کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری شادی کے وقت ایک سو بتیس (132) تولہ چاندی مہر مقرر ہوا تھا اب میں چاندی کے بدلے پیسے ادا کرنا چاہتا ہوں تو کیا یہ جائز ہے؟

اگر جائز ہے تو نکاح کے وقت چاندی کی مالیت کے اعتبار سے پیسے ادا کرنے ہیں یا موجودہ ریٹ کے مطابق؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت کے مطابق اگر آپ چاندی کے بدلے پیسوں میں مہر ادا کرنا چاہتے ہیں تو بیوی کی رضامندی سے جس رقم پر اتفاق ہو جائے وہ رقم ادا کر سکتے ہیں کہ مہر میں جو چیز مقرر ہوئی بعد میں اس کے عوض خلافِ جنس کوئی چیز دینا صورتاً صلح اور معناً بیع ہے اور بیع میں باہمی رضامندی ضروری ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم



(قسط:02)

اسلام اور شخصی نکھار

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

اللہ کریم نے اسلامی تعلیمات کو ایسی عالمگیر وسعت، گہرائی و گیرائی بخشی ہے کہ اس میں اپنے ماننے والوں کی شخصیت کے نکھار کے لیے ایک مضبوط و فائدہ مند تربیتی نظام موجود ہے، اس نظام میں دل کی نگرانی بھی ہے، عمل کی پابندی بھی، نفس کی تربیت بھی، صحبت کا انتخاب بھی، عادات کی اصلاح بھی اور مسلسل خود احتسابی بھی۔ گویا اسلام انسان کو صرف منزل نہیں بتاتا بلکہ منزل تک پہنچنے کے راستے بھی دکھاتا ہے اس لیے کہ شخصی نکھار اتفاقاً پیدا نہیں ہوتا بلکہ اسے تربیت کے ذریعے شعوری طور پر پیدا کیا جاتا ہے۔ یعنی اسلام صرف یہ نہیں کہتا کہ اچھے بن جاؤ، بلکہ وہ اچھا بننے کے ذرائع اور راستے بھی دیتا ہے۔ یاد رہے کہ شخصیت کا نکھار محض ایک خوب صورت خواہش نہیں کہ انسان چاہے اور اچانک اس کے مزاج، عادات اور کردار میں انقلاب آجائے۔ شخصیت بنتی بھی ہے، بگڑتی بھی ہے اور سنورتی بھی ہے۔ انسان کے روزمرہ معمولات، اس کی صحبت، اس کی سوچ، اس کے ردِّ عمل، اس کے فیصلے اور بار بار دہرائے جانے والے اعمال رفتہ رفتہ اس کی شخصیت کو متعین کرتے ہیں۔ اسی لیے اگر کوئی شخص اپنے آپ کو بہتر بنانا چاہتا ہے تو اسے صرف یہ جان لینا کافی نہیں کہ اچھا انسان کیسا ہوتا ہے، بلکہ یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اچھا انسان بننے کے لیے عملی طور پر کیا کیا جائے؟ بعض اوقات تھیوری موجود ہوتی ہے اور جب اس کا پریکٹیکل کیا جائے تو نتیجہ وہ حاصل نہیں ہوتا جس کے لیے پریکٹیکل کیا گیا تھا، لیکن اسلام کو اللہ پاک نے ایسی اُجلی اور نکھری تعلیمات عطا فرمائی ہیں کہ جب جب، جہاں جہاں انہیں اپنایا گیا ہے نتیجہ ہمیشہ دو اور دو چار کی طرح ایسا صاف واضح نظر آتا ہے جیسے آفتابِ نیم روز روشن و ظاہر ہوتا ہے۔

سوچ اور فکر کا نکھار

انسان کی شخصیت کا سب سے اہم پہلو اس کی سوچ ہے۔ انسان جیسا سوچتا ہے، ویسا ہی دیکھتا، سمجھتا اور بالآخر ویسا ہی عمل کرتا ہے۔ اسی لیے اگر شخصیت کی تعمیر مطلوب ہو تو صرف عادات اور ظاہری رویّوں کی اصلاح کافی نہیں بلکہ فکر کی اصلاح بھی ضروری ہے۔ اسلام انسان کو سمجھ کر ماننے، غور کر کے دیکھنے اور حکمت کے ساتھ فیصلہ کرنے والا انسان

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

بناتا ہے۔ یہ اسلام ہی ہے کہ جو انسان کو جذباتی، سطحی اور اندھی تقلید والی سوچ سے نکال کر وحیِ مَتلو اور وحیِ غیر متلو (یعنی قرآن وحدیث) کی رہنمائی میں غور وفکر، تدبر، بصیرت اور حکمت والی شخصیت بناتا ہے۔ وہ جب جب قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تو اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ، اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ، لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ جیسی آیات اس کی سوچ اور فکر کو مضبوطی عطا کرتی اور اس میں ایسی بصیرت پیدا کرتی ہیں کہ وہ ہر چمکتی ہوئی چیز کو سونا نہیں سمجھتا۔ ہر مقبول و مشہور بات کو درست نہیں مانتا۔ ہر وائرل خبر کو سچ نہیں سمجھتا۔ ہر شخص کی رائے کو دلیل کا درجہ نہیں دیتا بلکہ سوچتا ہے، پرکھتا ہے، تحقیق کرتا ہے اور پھر رائے قائم کرتا ہے۔ اسلام توحید و رسالت کی شہادت کے ذریعے سب سے پہلے مسلمان کے دِل کو صاف کرتا ہے، جب دل سنورتا ہے تو سوچ اور فکر سنورتی ہے، فکر سنورتی ہے تو عمل سنورتا ہے، پھر عادت بنتی ہے، عادت کردار بناتی ہے، کردار شخصیت بناتا ہے اور نکھری ہوئی شخصیات ہی نکھرے ہوئے معاشرے تشکیل دیتی ہیں۔

اَخلاق کا نکھار

اسلامی تعلیمات بندے کو باکردار بناتی ہیں، شخصی نکھار اخلاقی نکھار کے بغیر ادھورا اور نامکمل ہے۔ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ یعنی میں تو بھیجا ہی اس لیے گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔ (مسند احمد، 14/513، حدیث:8952) یاد رہے! اخلاقی نکھار سے مراد انسان کے اندر ایسے اچھے اوصاف، عادات اور رویّوں کا پیدا ہونا ہے جو اسے اپنے رب کے ساتھ، اپنی ذات کے ساتھ اور دوسرے انسانوں کے ساتھ بہتر تعلق قائم کرنے کے قابل بنائیں۔ اس میں صرف ”اچھا برتاؤ“ شامل نہیں بلکہ انسان کی پوری اخلاقی شخصیت شامل ہے۔ عقل و شعور رکھنے والا ہر آدمی جانتا ہے کہ علم انسان کو ممتاز کر سکتا ہے، مال اسے خوش حال بنا سکتا ہے، منصب اسے بااثر بنا سکتا ہے اور ظاہری وجاہت اسے لوگوں کی نگاہوں میں نمایاں کر سکتی ہے مگر دلوں میں جگہ بنانے، اعتماد حاصل کرنے اور دوسروں کے لیے باعثِ سکون بننے کی صلاحیت عموماً حسنِ اخلاق ہی عطا کرتا ہے۔ سچائی، امانت، وفائے عہد، حیا، تواضع، حلم، صبر، عفو و درگزر، سخاوت، ایثار، رحم و شفقت، خیر خواہی، حسنِ ظن، عدل و انصاف اور حقوق العباد کی پاسداری جیسے اوصاف جب انسان کے مزاج کا حصہ بن جاتے ہیں تو اس کی شخصیت میں ایک ایسا نکھار پیدا ہوتا ہے جو ظاہری آرائش سے کہیں زیادہ دیرپا اور مؤثر ہوتا ہے۔ اچھا اخلاق انسان کو صرف دوسروں کے لیے محبوب نہیں بناتا بلکہ اسے اپنے نفس پر قابو پانے، جذبات کو متوازن رکھنے اور مختلف حالات میں اپنے وقار کو برقرار رکھنے کی صلاحیت بھی عطا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اخلاقی نکھار کو شخصی نکھار کا محض ایک حصہ نہیں بلکہ اس کا نمایاں ترین مظہر کہا جا سکتا ہے کیونکہ انسان کا باطن کتنا ہی سنورا ہوا کیوں نہ ہو اس کی خوشبو دوسروں تک اس وقت پہنچتی ہے جب وہ اس کے کردار، گفتگو اور معاملات میں ظاہر ہوتی ہے۔ یوں اخلاق انسان کی باطنی پاکیزگی کو اس کے ظاہر سے جوڑ دیتا ہے اور اس کے وجود کو اپنے لیے بھی باعثِ سکون اور دوسروں کے لیے بھی باعثِ خیر بنا دیتا ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ ایمان انسان کو اندر سے سنوارتا ہے، عبادت اسے تربیت دیتی ہے، اور اچھے اخلاق اس نکھار کو دوسروں کے سامنے کردار کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ اسلام نے عرب کے لڑاکا، درشت رو، اکھڑ اور بدمزاج لوگوں کو کیسے رشکِ عرب و عجم بنایا، وہ کون سا نصاب تھا کہ جس نے انہیں یکسر بدل کر رکھ دیا، یہ اُجلی اور نکھری شخصیات کس لائحۂ عمل کے مطابق زندگی گزارتے تھے جو آج زمانہ ان کی مثالیں پیش کرتا ہے اسی سریع الاثر

نصاب کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے تاکہ ہمیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ اگر ہم شخصی نکھار چاہتے ہیں تو اسلامی تعلیمات کو اپنانا پڑے گا۔

شخصی نکھار کا اسلامی نصاب

جب نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں سے پوچھا: وہ کون سا دین ہے جس کی وجہ سے تم اپنی قوم سے بچھڑ گئے (یعنی ہجرت کر آئے) نہ میرے دین میں داخل ہوئے اور نہ ہی ان امتوں میں سے کسی کا دین قبول کیا؟ تو مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہُ عنہ نے نجاشی سے گفتگو کی اور فرمایا: اے بادشاہ! ہم جاہل تھے۔ بتوں کو پوجتے، مردار کھاتے، فواحش و بیہودگی کا اِرتکاب کرتے تھے۔ قطع رحمی و امان کو توڑنا ہمارا شیوہ تھا۔ طاقتور، کمزور کے حقوق غصب کر لیتے تھے۔ ہم انہی گمراہیوں میں بھٹک رہے تھے کہ اللہ پاک نے ہمارے درمیان ایک رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مبعوث فرمایا۔ ہم ان کے نسب، سچائی، امانت داری اور پاکدامنی کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں اللہ کریم کی وحدانیت و عبادت کی طرف بُلایا اور حکم دیا کہ ہم صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور اُن پتھروں اور بتوں کو چھوڑ دیں جن کی ہم اور ہمارے آباء واَجداد پرستش کرتے تھے۔ نیز ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے، حرام کردہ چیزوں سے باز رہنے اور خون ریزی سے رُکنے کا حکم دیا، بے حیائی، جھوٹ، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ پاک کی عبادت کریں، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں نیز انہوں نے ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح حضرت جعفر رضی اللہُ عنہ نے متعدد اسلامی امور بیان کرنے کے بعد فرمایا: پس ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لے آئے اور وہ احکام جو اللہ کی طرف سے لائے ان کی اتباع کی۔ اور ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا۔ جس چیز کو اس نے ہم پر حرام کیا ہم نے اسے حرام جانا اور جس کو حلال کیا اسے حلال جانا۔ پس اس بات پر قوم ہماری دشمن بن گئی۔ انہوں نے ہمیں طرح طرح سے ستایا اور دین کے معاملہ میں آزمائش سے دوچار کیا تاکہ ہم اللہ پاک کی عبادت چھوڑ کر بتوں کو پوجنا شروع کر دیں اور خبائث کو دوبارہ حلال سمجھیں جب انہوں نے ہمیں حد سے زیادہ ستایا، مظالم ڈھائے، ہماری راہیں تنگ کر دیں، ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہو گئے، تب ہم تمہارے ملک کی طرف نکل آئے۔ اے بادشاہ! اس امید پر کہ تیری پناہ میں ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا، ہم نے دوسروں کو چھوڑ کر تیرا ملک پسند کیا اور تیرے پڑوس کو ترجیح دی۔ حضرت جعفر رضی اللہُ عنہ نے مزید بھی گفتگو فرمائی جسے سُن کر نجاشی بادشاہ نے اپنی ایک خواہش کا یوں اظہار کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک! حضرت محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اللہ کے وہی رسول ہیں جن کی بِشارت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اِنجیل مُقدّس میں دی اور اگر میں دستورِ سلطنت کے مطابق تختِ شاہی پر رہنے کا پابند نہ ہوتا تو میں خود مکہ مکرمہ جا کر اس آخری نبی (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نعلین شریف سیدھی کرتا اور ان کے مبارک قدم دھوتا۔ (مسند احمد، 37/170، حدیث: 22498 مختصراً)

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہُ عنہ کے اس خطبے نے اسلام کا پورا نصاب بیان کر دیا ہے کہ جو شخصی نکھار کی اساس اور بنیاد ہے اس لیے سوچ، فکر، اخلاق و کردار کی پاکیزگی کے لیے اسلامی تعلیمات پر عمل کریں تاکہ فرد کے نکھار کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بھی نکھار آئے۔



درسِ کتاب زندگی

جوانی

مولانا محمد آصف اقبال عطاری مَدَنی*

جوانی زندگی کا اہم ترین حصہ ہے جس میں زندگی کے اہم ترین کام سرانجام دیے جاتے ہیں، جو لوگ یہ راز سمجھ جاتے ہیں وہ اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو بہتر اور کامیاب بنالیتے ہیں، اور جو نادان زندگی کے اس اہم ترین حصے کو اہمیت نہیں دیتا وہ ایک طرف اپنی دنیا تباہ و خراب کرتا ہے تو دوسری طرف اپنی آخرت داؤ پر لگا دیتا ہے، آیئے! دیکھتے ہیں کہ دینِ اسلام ہمیں جوانی کی اہمیت کے بارے میں کیا بتاتا ہے۔

قرآن پاک کیا فرماتا ہے؟

اللہ پاک نے جوانی کو دو کمزوریوں کے درمیان رکھا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ(۵۴)﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا فرمایا پھر تمہیں کمزوری کے بعد قوت بخشی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہی علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔[1]

اس آیتِ مبارکہ میں انسان کے مختلف احوال کو بیان فرمایا گیا ہے کہ پہلے وہ ماں کے پیٹ میں جنین تھا پھر بچّہ ہو کر پیدا ہوا اور دودھ پیتا رہا۔ یہ حالتیں نہایت کمزوری کی ہیں، پھر بچپن کی کمزوری کے بعد جوانی کی قوّت و طاقت عطا فرمائی گئی، پھر اس قوت کے بعد ایک بار پھر کمزوری دی گئی جسے بڑھاپا کہا جاتا ہے، یہاں جو درمیانی حالت یعنی جوانی ہے اسے قوت سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس حالت کو دو کمزوریوں کے درمیان رکھا گیا ہے جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عبیدہ فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے بالوں میں سفیدی دیکھی تو فرمایا: حلم و بردباری اور علم کو خوش آمدید اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے جوانی سے سلامتی کے ساتھ گزار دیا۔[2]

جوانی کے متعلق ارشاداتِ نبوی

جوانی کے متعلق کثیر ارشاداتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم موجود ہیں جن میں سے بعض یہاں درج کیے جاتے ہیں:

1 ارشاد فرمایا: اَلشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْجُنُوْن یعنی جوانی جنون و پاگل پن کی ایک شاخ ہے۔[3]

اندازہ لگا لیجیے کہ جوانی کو کس قدر قابو کرنے کی ضرورت

* رکنِ مجلس اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ، کراچی

ہے، اگر اِسے درست سمت میں نہ رکھا جائے تو یہ پاگل پن انسان کی دنیا وآخرت کو تباہ کر دیتا ہے، اس جنون کی وجہ سے انسان بے ہودگیوں، بے حیائیوں اور معاشرتی برائیوں کا شکار ہوتا اور بار بار شرمندگی اور افسوس کے گہرے گڑھے میں گرتا ہے۔

2 ارشاد فرمایا: ادھیڑ عمر والے سے اچھا سلوک کرو اور جوان پر رحم کرو۔[4]

ویسے تو ہر انسان پر رحم کرنا اور اس کے ساتھ شفقت سے پیش آنا چاہیے لیکن جوان کے ساتھ شفقت ورحم کا خاص سلوک برتنے کا حکم دیا گیا۔ جوان کی طاقت و قوت، خون کا جوش اور بھرپور جذبہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اُسے پیار و محبت سے سمجھایا جائے، ایسا کریں گے تو نتائج زیادہ بہتر حاصل ہوں گے کیونکہ سختی، بے جا روک ٹوک اور طنز کے تیر جوان کو بغاوت و نافرمانی پر ابھارتے ہیں۔

3 ارشاد فرمایا: بہترین نوجوان وہ ہے جو تمہارے بوڑھوں سے مشابہت اختیار کرے اور بدترین بوڑھا وہ ہے جو تمہارے جوانوں سے مشابہت اپنائے۔[5]

یقیناً وہ نوجوان اچھا ہے جو بوڑھے لوگوں کی طرح عبادت و ریاضت اور تقویٰ وطہارت کی جانب راغب ہے، لوگ تو زیادہ تر بڑھاپے میں توبہ اور نیکیوں کی طرف آتے ہیں لیکن یہ اپنی جوانی ہی میں بڑھاپے کے انداز اپنائے ہوئے ہے تو زبانِ رسالت سے ایسے نوجوان کو بہترین قرار دیا گیا۔

4 حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سایۂ عرش پانے والے سات افراد کا ذکر کیا تو ان میں سے ایک یہ بیان فرمایا: وہ نوجوان جس کی جوانی عبادتِ الٰہی میں گزری۔[6]

5 رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے پروان چڑھا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اُسے 99 صدیقین کا ثواب عطا فرماتا ہے۔[7]

جوانی کی عبادت کا ثواب زیادہ کیوں ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ جوانی میں گناہ کی طرف لے جانے والی قوت یعنی "نفس وخواہش" طاقتور ہوتی ہے جبکہ نیکی کی طرف لے جانے والی قوت "عقل" کمزور ہوتی ہے اور بڑھاپے میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، لہٰذا جب نوجوان کمزور قوت کے ذریعے طاقتور قوت کو مغلوب کر کے خود کو عبادت میں لگا دیتا ہے تو اُس کی عبادت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔

جوانی بزرگوں کی نظر میں

صحابۂ کرام وبزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہم نے بھی جوانی کی اہمیت کے پیشِ نظر راہنما باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ چنانچہ

1 حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جوانی کی آفت سے بچ کر رہو۔[8]

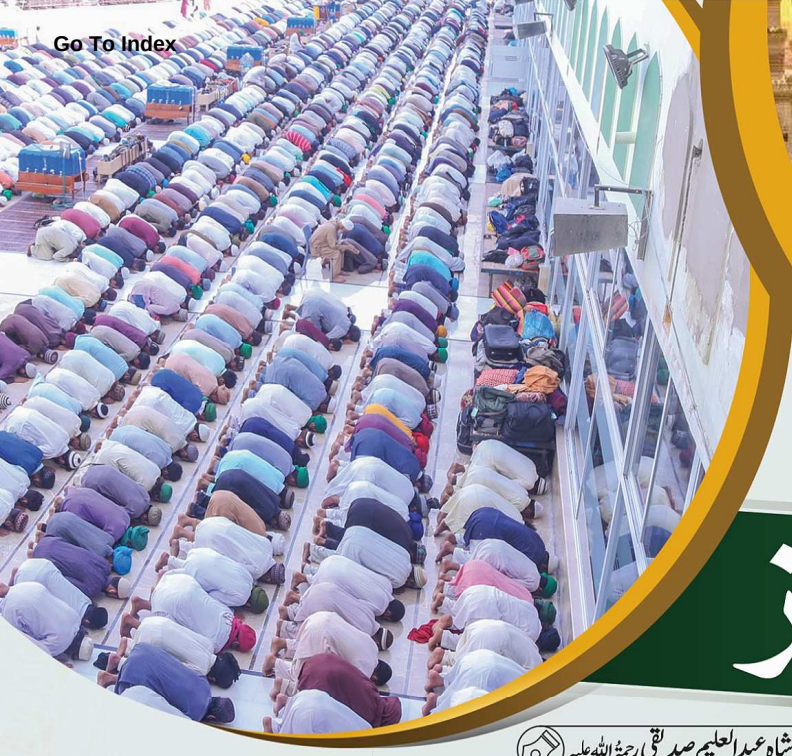
2 حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: توبہ اچھی ہے مگر جوان کے لیے زیادہ اچھی ہے۔[9]

3 حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جب نوجوانوں کو دیکھتے تو فرماتے: رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وصیت کو خوش آمدید! رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں وصیت فرمائی ہے کہ "ہم تمہارے لیے مجلس میں کشادگی کریں اور تمہیں حدیثِ پاک سمجھائیں کیونکہ تم ہمارے جانشین ہو اور ہمارے بعد حدیث کے محافظ ہو۔"[10]

4 حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ جب کسی جوان کی طرف متوجہ ہوتے تو اُس سے فرماتے: اے بھتیجے! اگر تجھے کسی بات میں شک وشبہ ہو تو مجھ سے پوچھ لینا یہاں تک کہ تجھے یقین حاصل ہو جائے کیونکہ تیرا یقین کے ساتھ لوٹنا مجھے تیرے شک کے ساتھ لوٹنے سے زیادہ پسند ہے۔[11]

---

(1) پ21، الروم:54 (2) العمر والشیب، ص68، حدیث:57 (3) مسند الشّہاب، 1/100، حدیث:116 (4) کنز العمال، 2/74، الجزء الثالث، حدیث: 6047 (5) معجم کبیر، 22/84، حدیث:202 (6) بخاری، 1/480، حدیث: 1423 (7) معجم کبیر، 8/129، حدیث:7589 (8) سنن کبریٰ للبیہقی، 5/296، حدیث: 9862 (9) کنز العمال، 8/58، الجزء السادس عشر، حدیث:44161 (10) شعب الایمان، 2/275، حدیث:1741 (11) شعب الایمان، 2/275، حدیث:1741۔





رسول اللہ ﷺ اور نماز

مبلغِ اسلام حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

مُبلّغِ اسلام، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، عاشقِ امامِ اہلِ سنت، حضرت علامہ مولانا شاہ عبد العلیم صِدّیقی میرٹھی رحمۃُ اللہِ علیہ دینی دنیاوی عُلوم کے جامِع، کئی زبانوں کے ماہر، درجن سے زائد کتب کے مصنف، شُعْلہ بیان خطیب، مُتَعَدّد اداروں کے بانی اور تعلیماتِ اسلام میں گہری نظر رکھنے والے عالمِ دین تھے، آپ نے دنیا کے کئی ممالک کا سفر کیا، آپ کی کوششوں سے صاحبِ اِقتدار حضرات سمیت تقریباً 50 ہزار غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ 1310ھ کو میرٹھ (یو۔پی) ہند میں پیدا ہوئے اور وصال 22 ذوالحجہ 1374ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوا، تدفین جنت البقیع میں کی گئی۔[1]

زیرِ نظر مضمون "رسول اللہ اور نماز" حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی کے انہی معارف اور علمی جواہرات کا ایک شاہکار ہے، جس میں آپ نے امت کے لیے اس عظیم تحفے یعنی نماز کی اہمیت کو نہایت مؤثر اور دل سوز انداز میں قلمبند فرمایا ہے، ملاحظہ کیجیے!

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیا میں اپنی پیغمبری کا اعلان فرمانے سے پہلے بھی اللہ کے ساتھ اس قدر دھیان لگاتے تھے کہ اُس بستی کو چھوڑ کر جہاں بتوں کے پجاری دنیا کی ہر قسم کی گندگی میں مبتلا رہتے ہیں۔ دو دو تین تین دن کا ناشتہ اپنے ساتھ لے کر، ایک پہاڑ کے غار میں تنہا جا بیٹھتے وہاں ٹھہر کر اپنے اللہ سے دھیان لگاتے اور اس سے دعائیں کرتے۔ اسی حال میں ایک دن وہیں بیٹھے تھے کہ خدا کی طرف سے اس کے سب سے بڑے فرشتہ جبریل علیہ السّلام آسمان سے آئے اور حضور سے کہا کہ پڑھیے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں (چونکہ آپ نے نہ کبھی کسی دنیوی استاد سے پڑھا نہ کسی سے لکھنا سیکھا) جبریل علیہ السّلام نے پھر کہا کہ "پڑھیے۔" آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ جبریل علیہ السّلام نے یہ سُن کر آپ کو گلے لگایا، خوب زور سے دبایا اور پھر چھوڑ کر خدا کے کلام کی یہ آیتیں آپ کو سنائیں۔ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ(۱)﴾ اس رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ(۲)﴾ انسان کو خون سے بنایا۔ ﴿اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ(۳) الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ(۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ(۵)﴾[2] پڑھیے آپ کا رب تو ایسا کرم کرنے والا ہے کہ اُس نے قلم کے ذریعہ انسان کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو وہ نہ جانتا تھا۔ ان آیتوں کو سن کر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی اسی طرح ان کو پڑھا، اس کے بعد جبریل علیہ السّلام نے آپ کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا، آپ نے اسی طرح

نماز پڑھی، گھر تشریف لائے اور اپنی بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا کو یہ سارا حال سنایا۔ وہ آپ کو اپنے ایک رشتہ دار ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو خدا کی اگلی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ انہوں نے یہ حال سنتے ہی کہا کہ یہ آنے والے جبریل علیہ السّلام وہی ہیں جو اور نبیوں، رسولوں کے پاس بھی آتے تھے اور اسی طرح خدا کا کلام لاتے تھے۔ عنقریب آپ کو خدا کی طرف سے حکم ملے گا کہ آپ خدا کا یہ کلام اُس کے بندوں کو سنائیں اور خدا کی عبادت کا یہ طریقہ جو اللہ نے آپ کو بتایا ہے، دوسروں کو بھی سکھائیں۔ اُس وقت مکہ کے لوگ آپ کو بہت ستائیں گے۔ اس لیے کہ آپ اُن کو بتوں کی پوجا سے منع فرما کر ان کے سر کو خدا کے سامنے جھکائیں گے۔ میں تو بہت بوڑھا ہو گیا ہوں کاش اس وقت تک زندہ رہتا تو آپ کی مدد کرتا۔ آپ کی بی بی حضرت خدیجہ اسی وقت مسلمان ہو گئیں اور آپ سے نماز کا طریقہ سیکھ کر خدا کی عبادت میں وہ بھی مشغول ہوئیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

بشارت ہو نبی آئے ہمارے رہنما بن کر!
حبیب کبریا ہو کر شفیع دوسرا بن کر
کہے یہ کس طرح کوئی نبی آئے خدا بن کر
مگر ہاں! آئے اس کی ذات ہی کا آئینہ بن کر
اگر چشم بصیرت ہے رسول اللہ کو دیکھو
ہوا ہے جلوہ گر نور خدا نورالہدیٰ بن کر
کہاں ہیں تشنگان دید حق اُن کی تسلی کو
یہ آیا عکس نور حق جمال مصطفٰے بن کر
محمد مصطفٰے نور ظہور کنز مخفی ہیں
ہدایت کے لیے آئے نبی الانبیاء بن کر
گنہگارو چلو خوش ہو بڑی تقدیر ہے اپنی
کہ وہ آئے شفیع المذنبین صاحب لوا بن کر
زباں کھلتی نہیں مختار کی شرمِ معاصی سے
دل مہجور خود حاضر ہے عرضِ مدعا بن کر

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

نماز کا بیان

آپ کو اس نماز میں ایسا لطف آتا تھا کہ ساری ساری رات خدا کی عبادت میں گزارتے۔ اس کے بہت دنوں بعد پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اور ہمیں تمہیں پانچ وقت کی نماز کے لیے تاکیدی حکم دیا گیا، مگر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ حالت تھی کہ رات بھر کھڑے ہوئے نماز پڑھتے۔ یہاں تک کہ آپ کے پیر بھی سوج جاتے، آج ہمیں فرض نماز پڑھنا دشوار معلوم ہوتا ہے جس کے لیے اس قدر تاکید کی گئی کہ حدیث میں آیا: جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑا اس نے دین ہی چھوڑ دیا۔ اُسے خدا سے کیا واسطہ رہا ہمیں پھر بھی اس کا خیال نہیں آتا۔ حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خدا کی عبادت کا یہ سب سے اچھا نمونہ ہمیں دکھایا کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو اور خدا سے اپنا رشتہ اس طرح جوڑو۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

جلوہ ہے خاص رحمت حق کا نماز میں!
انوار قدس کا ہے نظارہ نماز میں
جب ہاتھ اُٹھائے باندھ کے نیت تو یوں سمجھ!
دونوں جہاں سے ہاتھ اُٹھایا نماز میں
مولیٰ سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز میں
اُٹھ جاتا ہے جدائی کا پردہ نماز میں
آ پہنچا خاص اپنے شہنشاہ کے حضور!
جب بندہ ہاتھ باندھ کے آیا نماز میں
مت کر قضا نماز کھڑی سر پہ ہے قضا
سن مالکِ قضا کا تقاضا نماز میں
گر قبر کی اندھیری سے ڈرتا ہے پڑھ نماز
ہے ظلمتِ لحد کا اُجالا نماز میں
بیدل نماز کیوں نہ ہو معراجِ مومنین

پاتا عروج و قرب ہے بندہ نماز میں
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَسَلَّم عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

حقیقتِ نماز

انسان کے وجود میں دو چیزیں ہیں، ایک جسم دوسری روح، جس طرح جسم کو غذاؤں کی ضرورت اسی طرح روح کو بھی غذا کی حاجت، جسم کی غذا مختلف قسم کا کھانا جس کا مزا سب سے پہلے زبان کو ملتا ہے، اسی طرح روح کی غذا خدا کی عبادت اور خدا کا ذکر۔ اس کی لذت سب سے پہلے دل پاتا ہے اس لیے قرآن پاک میں فرمایا جاتا ہے کہ ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ(۲۸)﴾[3] بے شک خدا کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ نماز ہی سے دل آرام پائے۔ روح کو چین ملے۔ پانچ وقت کی نماز اسی لیے فرض کی گئی کہ دن رات میں کم از کم پانچ بار لازمی طور پر یہ غذا روح کو پہنچائی جائے۔ اگر نہ پہنچائی جائے گی تو روح میں بھی اسی طرح کمزوری پیدا ہو گی جیسی جسم کو کھانا نہ پہنچنے کے سبب ہوتی ہے۔ آپ کو تجربہ ہے کہ دن رات میں جو اوقات ہم نے کھانے کے لیے مقرر کیے ہیں ان میں سے ایک وقت بھی اگر کھانا نہ ملے تو ہمارا کیا حال ہو جاتا ہے اور اگر اس طرح لگاتار چند وقت بے کھائے گزر جاتے ہیں تو کیا نوبت پہنچتی ہے کہ چلنا، پھرنا، ہلنا جلنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بار بار نماز کے چھوڑنے اور خدا کے ذکر کی غذا روح کو نہ پہنچانے کے سبب روحانی فاقہ سے روح بھی اس قدر کمزور ہو جاتی ہے کہ کسی نیک کام کی قوت نہیں معلوم ہوتی۔ وعظ میں دل نہیں لگتا، وظیفہ پڑھنے بیٹھتے ہیں تو دل گھبراتا ہے۔ ہاں گانے باجے، کھیل کود اور فضول کاموں میں دلچسپی ہوتی ہے۔ نہ نیند ہے نہ کسل، اس کی وجہ اصل میں یہی ہے کہ ہم نے نمازیں چھوڑ کر خدا کے ذکر سے غافل رہ کر اپنی روح کو کمزور بنا دیا ہے جیسے کمزور بدن بھاری کام سے گھبراتا ہے۔ کمزوری کے سبب اب یہ کام روح پر بھی بار معلوم ہوتے ہیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَسَلَّم عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اے فخرِ رسل شہ ہر دوسرا، کرو قید الم سے جلد رہا
مجھے رنج و فکر نے گھیر لیا میرے درد دل کی تمہیں ہو، دوا
رہے ذوق عبادت دل میں مرے، اسی شوق میں ہو انجام مرا
کوئی حارج راہ خیر نہ ہو، کروں گوشہ میں بیٹھ کے یاد خدا
نہ میں طالب دولت دنیا ہوں، نہ امارت و عیش کی خواہش ہے
تری الفت میں دیوانہ رہوں، مجھے طالب صادق اپنا بنا
ترے عشق میں اے محبوب خدا، مری عمر عزیز گزر جائے!
نہ کسی کی محبت دل میں رہے، نہ کسی سے تعلق ہووے مرا
کوئی مونس حال زار نہیں، مری جانِ حزیں ہے اور غم ہے
کروں کس سے میں شکوہ جور فلک، مری کون سنے گا تیرے سوا
میں بشر ہوں بھلا کیوں کر جھیلوں، یہ ستم یہ جفا یہ رنج والم
مجھے چین سے رہنا مشکل ہے، مرا ضبط پہ بھی قابو نہ رہا
کرو مجھ پہ نگاہ کرم جو شہا، ابھی بگڑی ہوئی بن جائے مری
ہوا اشرفی مسکیں کے لیے دوران آمادہ جو روجفا[4]

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَسَلَّم عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

---

(1) ماہنامہ فیضان مدینہ، ذوالحجہ 1438ھ / ستمبر 2017ء، ص43، مضمون: اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے (2) پ30، العلق: 1 تا 5 (3) پ13، الرعد: 28 (4) تبرکات عالمی مبلغ اسلام، ص29 تا 33۔

اگست 2026ء میں غمزدہ خاندانوں اور بیماروں کے نام امیرِ اہلِ سنت کے دعائیہ پیغامات کی رپورٹ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے اگست 2026ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ "پیغاماتِ عطّار" کے ذریعے تقریباً 3153 پیغامات جاری فرمائے جن میں 518 تعزیت کے، 2433 عیادت کے جبکہ 202 دیگر پیغامات تھے۔ ان پیغامات میں امیرِ اہلِ سنت نے بیماروں کی صحت یابی کے لیے دعائیں فرمائیں جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مرحومین کی مغفرت اور بلندیِ درجات کے لئے دعائیں کیں۔



کہانی سے حقیقت تک

زندگی کا باغ

حاجی محمد امین عطاری*

ایک دن بادشاہ نے اپنے تین وُزرا کو دربار میں بلایا اور تینوں کو ایک ایک تھیلا دے کر حکم دیا کہ باغ میں جاؤ اور وہاں سے میرے لیے مختلف اچھے اچھے پھل جمع کرو۔ وزرا بادشاہ کے اس عجیب حکم پر حیران تھے مگر کیا کرتے بادشاہ کا حکم تھا لہٰذا تھیلا پکڑ کر الگ الگ باغ میں داخل ہوگئے۔ پہلے وزیر نے کوشش کی کہ بادشاہ کے لیے اس کی پسند کے مزیدار اور تازہ پھل جمع کرے چنانچہ اس نے کافی محنت کے بعد بہترین اور تازہ پھلوں سے تھیلا بھر لیا۔

دوسرے وزیر نے خیال کیا کہ بادشاہ ایک ایک پھل کا خود تو جائزہ نہیں لے گا کہ کیسا ہے اور نہ ہی پھلوں میں فرق دیکھے گا۔ اس لیے اس نے بغیر دیکھے جلدی جلدی ہر قسم کے تازہ کچے اور گلے سڑے پھلوں سے اپنا تھیلا بھر لیا۔

تیسرے وزیر نے سوچا کہ بادشاہ کی توجہ صرف بھرے ہوئے تھیلے پر ہوگی۔ اس کے اندر کیا ہے، اسے نہیں دیکھے گا۔ یہی سوچ کر وزیر نے تھیلے میں گھاس پھوس اور پتے بھر لیے یوں محنت سے بچ گیا اور وقت بھی بچا لیا۔

دوسرے دن بادشاہ نے تینوں وزرا کو اپنے تھیلوں سمیت دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب تینوں دربار میں حاضر ہوئے تو بادشاہ نے تھیلے کھول کر بھی نہ دیکھے اور حکم دیا کہ تینوں کو اُن کے تھیلوں سمیت ایک مہینے کے لیے دُور دراز جیل میں قید کر دو۔ اب اُس دُور دَراز جیل میں تینوں کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں تھا، سوائے اُس تھیلے کے جو اُنہوں نے جمع کیا تھا۔

اب پہلا وزیر جس نے اچھے اچھے پھل چن کر جمع کیے تھے، وہ مزے سے اپنے جمع کیے ہوئے پھلوں پر گزارہ کرتا رہا۔ یہاں تک کے ایک مہینا بآسانی گزر گیا۔ اور دوسرا وزیر جس نے بغیر دیکھے تازہ خراب تمام پھل جمع کیے تھے۔ اس کے لیے بڑی مشکل پیش آئی کچھ دن تو تازہ پھل کھا لیے لیکن پھر کچے اور گلے سڑے پھل کھانے پڑے، جس سے وہ بہت زیادہ بیمار ہوگیا اور اسے بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ اور تیسرا وزیر جس نے اپنے تھیلے میں صرف گھاس پُھوس ہی جمع کی تھی۔ وہ کچھ دن بعد ہی بھوک سے مر گیا کیونکہ اس کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔

کہانی سے حاصل ہونے والا سبق

ہمیں اپنی دنیا کی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے سب سے پہلے اپنی سوچ درست کرنی چاہیے، کیونکہ انسان جیسی سوچ رکھتا ہے، عموماً ویسے ہی فیصلے کرتا ہے۔ پہلے وزیر نے اچھی سوچ کے ساتھ محنت کی تو اس نے بہترین پھل جمع کیے اور بعد میں اسی کا فائدہ پایا، جبکہ دوسرے اور تیسرے وزیر کی غلط سوچ نے انہیں نقصان پہنچایا۔ لہٰذا ہمیں بھی ہر کام کو سنجیدگی سے سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے اور وقتی آسانی یا فائدے کی خاطر غلط راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

* رکن مرکزی مجلس شوریٰ دعوتِ اسلامی

❁اس حکایت سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ محنت سے بچنے کی کوشش بظاہر وقتی آرام تو دے سکتی ہے، مگر بعد میں نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔ تیسرے وزیر نے محنت سے بچنے اور وقت بچانے کے لیے تھیلے میں گھاس پھوس بھر لی، لیکن یہی آسانی بعد میں اس کی ہلاکت کا سبب بن گئی۔ لہٰذا ہمیں زندگی میں سستی سے بچنا چاہیے اور کامیابی کے لیے محنت، کوشش اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے کام انجام دینے چاہئیں۔

❁ہمیں اپنے آج کے کاموں کے مستقبل کے نتائج پر بھی غور کرنا چاہیے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں جن میں ابتدا میں محنت اور مشقت محسوس ہوتی ہے، لیکن بعد میں وہی محنت فائدہ دیتی ہے۔ اس لیے تعلیم، روزگار، کاروبار اور زندگی کے دوسرے معاملات میں صرف فوری آسانی کو نہ دیکھیں بلکہ سوچیں کہ ہمارا آج کا فیصلہ کل ہماری زندگی پر کیا اثر ڈالے گا۔

ہم خود سے پوچھیں کہ ہم کیا جمع کر رہے ہیں ؟ہم اِس وقت اِس باغ (یعنی دنیا) میں ہیں۔ جہاں سے ہم چاہیں تو نیک اعمال اپنے لیے جمع کر لیں اور چاہیں تو خراب اعمال؟

لیکن جب بادشاہِ حقیقی (اللہ پاک) کا حکم ہو گا، تو ہمیں اپنی جیل (یعنی قبر) میں ڈال دیا جائے گا۔ اُس جیل میں ہم اکیلے ہونگے جہاں ہمارے ساتھ صرف ہمارے اعمال کی تھیلی ہو گی۔

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجیے! باغ میں پھل جمع کرنے کے لیے تینوں وزیروں کے پاس ایک ہی وقت، ایک ہی باغ اور ایک ہی تھیلا تھا، مگر ہر ایک نے اپنی سوچ کے مطابق اسے بھرا۔ ہماری زندگی بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ اللہ پاک نے ہم سب کو زندگی کی ایک محدود مدت دی ہے، ہر دن کا ایک ہی وقت دیا ہے، مگر کوئی اسی وقت کو نیکی میں لگا کر اپنی آخرت سنوار رہا ہے اور کوئی اسے بے فائدہ کاموں میں گزار کر خالی ہاتھ ہو رہا ہے۔ یاد رکھیے! صرف بڑے بڑے نیک کام ہی ہمارے آخرت کے تھیلے میں جمع نہیں ہوتے، بلکہ ہماری روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی اس میں شامل ہوتی رہتی ہیں۔ کسی مسلمان کو مسکرا کر دیکھنا، کسی پریشان شخص کی مدد کرنا، کسی کی غلطی معاف کر دینا، والدین کا دل خوش کر دینا، کسی کو اچھی بات بتانا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا، بلکہ کسی کو تکلیف دینے سے صرف اس لیے رک جانا کہ اللہ پاک ناراض نہ ہو، یہ سب ہمارے لیے نیکی کا سامان بن سکتا ہے۔ اسی طرح ایک جھوٹ، کسی کی برائی، بلاوجہ کسی کا دل دکھانا، فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا اور گناہ کو معمولی سمجھنا بھی ہمارے تھیلے میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے ہمیں صرف یہ نہیں دیکھنا کہ ہم نے آج کیا کیا؟ بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آج ہم نے اپنے تھیلے میں کیا جمع کیا؟ کیونکہ دن گزرنے کے ساتھ زندگی بھی کم ہو رہی ہے اور تھیلا بھی بھرتا جا رہا ہے۔

اس واقعے کا ایک اور بڑا سبق یہ ہے کہ انسان کو اپنے کل کی فکر آج ہی کرنی چاہیے۔ پہلے وزیر نے باغ میں محنت کی، مگر بعد میں اسی محنت نے اسے مشکل وقت میں فائدہ دیا؛ دوسرے نے اچھی اور بری چیز میں فرق نہ کیا تو بعد میں وہی بری چیزیں اس کے لیے پریشانی بن گئیں، جبکہ تیسرے نے محنت سے بچنے کے لیے تھیلا ایسی چیزوں سے بھر لیا جن کا کوئی فائدہ نہ تھا، پھر وقت آنے پر اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔ ہماری زندگی میں بھی بہت سے کام ایسے ہیں جن کا فائدہ فوراً نظر نہیں آتا، لیکن قیامت کے دن ان کی حقیقت سامنے آئے گی۔ ممکن ہے آج نماز کے لیے کاروبار چھوڑنا، گناہ سے بچنا، کسی سے معافی مانگ لینا، حرام کمائی سے بچ جانا یا اللہ پاک کی رضا کے لیے اپنی خواہش چھوڑ دینا ہمیں مشکل محسوس ہو، لیکن یہی وہ چیزیں ہیں جو آخرت میں ہمارے کام آئیں گی۔ اس کے برعکس دنیا میں بعض گناہ بہت معمولی اور لذیذ محسوس ہوتے ہیں، مگر آخرت میں ان کا بوجھ بہت بھاری ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہر کام سے پہلے ایک لمحہ رک کر سوچیں: اگر یہی کام میرے آخرت کے تھیلے میں ڈال دیا جائے تو کیا میں قیامت کے دن اسے دیکھ کر خوش ہوں گا؟ اگر جواب "ہاں" ہے تو اسے کر لیجیے، اور اگر جواب "نہیں" ہے تو ابھی وقت ہے، اسے چھوڑ دیجیے۔ کیونکہ دنیا میں انسان اپنے اعمال کو بدل سکتا ہے، لیکن جب سانس بند ہو گیا تو پھر تھیلا بدلنے کا موقع نہیں ملے گا۔ آج دنیا میں نیکیوں سے اپنے نامہ اعمال کا تھیلا بھرنا اگرچہ مشکل ہے مگر ہماری موت کے بعد قبر و حشر کے لیے مفید بھی ہے۔ جبکہ گناہوں سے تھیلا بھرنا اگرچہ آسان ہو مگر مرنے کے بعد بڑی پریشانی اور دشواری کا سبب ہے۔





جلدی کریں!
Hurry UP!

نیکی میں جلدی کیجیے!

مولانا شہزاد یونس عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کی قوّت و طاقت اور توفیق عطا فرمائی۔ نیک عمل کرنا یقیناً بہت اچھی بات ہے لیکن نیک عمل میں پہل کرنا زیادہ فضیلت کا سبب ہے کیونکہ نیکی کرنے میں پہل کرنے والا نیکی کے کام کو قوّت و طاقت دیتا ہے اور نیکی کی طرف جلد رغبت کرنا فطرت کے نیک اور اچھا ہونے کی علامت بھی ہوتی ہے۔ نیک کام میں پہل اور جلدی کرنے والا دوسرے لوگوں کے لیے بھی مشعلِ راہ بن جاتا ہے جس سے معاشرے میں نیکی کرنے اور نیکی کی دعوت دینے کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

آیئے! نیک کام میں پہل اور جلدی کرنے کے بارے میں احادیثِ طیبہ پڑھتے ہیں:

جنّت میں جانے کا شوق

حضرت مولیٰ مشکل کُشا، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو جنّت میں جانے کا شوق رکھتا ہے وہ بھلائی کے کام میں جلدی کرنے والا ہوتا ہے اور جو دوزخ میں جانے سے ڈرتا ہے وہ شہوات (یعنی خواہشات) سے بچتا ہے۔[1]

علّامہ عبدُالرّءُوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں: نیک کام اس لیے کیا جائے تاکہ اس کے سبب قُرب حاصل کیا جاسکے اور شوق اصل میں دل کی اس بے چینی اور تڑپ کو کہتے ہیں جو انسان کو کسی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔[2]

نیک اعمال میں جلدی کرنی چاہیے

فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: نیک اعمال میں جلدی کرو۔[3]

جتنا ہو سکے نیکی میں جلدی کرنی چاہیے ایسا نہ ہو کہ دل کا اِرادہ بدل جائے اور نیکی سے محرومی کا سامنا ہو، لہٰذا جب بھی نیکی کا ذِہن بنے فوراً کر لینی چاہیے۔

آخِرت کے کام میں جلدی کرو

حدیثِ پاک میں ہے: اِطمینان و سکون ہر چیز میں ہو، سوائے آخِرت کے کام کے۔[4]

یعنی کسی نیکی اور خاص طور پر عبادت کی ادائیگی کا جیسے ہی موقع ملے فوری ادا کر لینی چاہیے، کہ دیر لگانے میں شاید موقع جاتا رہے، بہت دیکھا گیا کہ بعض حاجیوں کو موقع ملا (توجّ) نہ کیا، پھر نہ کر سکے۔ ربِّ کریم فرماتا ہے: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: تو تم نیکیوں میں آگے نکل جاؤ۔ (پ2، البقرۃ:148) شیطان کارِ خیر (یعنی نیک کام) میں دیر لگوا کر آخر اس سے روک دیتا ہے۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیہ، کراچی

نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے

حضرت عبدُ الرّحمٰن بن ابو عَمْرَہ انصاری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی والدۂ محترمہ نے (غلام) آزاد کرنا چاہا پھر صبح تک دیر لگائی، پھر وہ فوت ہو گئیں، حضرت عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر میں ان کی طرف سے آزاد کر دوں تو کیا انہیں نفع دے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: میری ماں وفات پا چکی ہیں، کیا انہیں نفع دے گا کہ میں ان کی طرف سے آزاد کر دوں، تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ہاں۔[5]

یعنی حضرت عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ نے شام کے وقت لونڈی یا غلام آزاد کرنے کا اِرادہ کیا مگر صبح تک ٹال دیا اور رات میں اچانک فوت ہو گئیں (یوں اُن کی یہ نیکی رہ گئی)[6]

فتنوں کے ظہور سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو

رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اُن (آنے والے) فتنوں سے پہلے نیک اعمال کر لو جو اندھیری رات کے حصّوں کی طرح ہوں گے کہ انسان سویرا پائے گا مومن ہو کر، شام کرے گا کافر ہو کر اور شام کرے گا مومن ہو کر، سویرا پائے گا کافر ہو کر، معمولی دنیوی سامان کے عوض اپنا دین فروخت کر دے گا۔[7]

سونا روکے رکھنا ناپسند کیا

حضرت عُقبہ بن حارِث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیچھے مدینے شریف میں عصر کی نماز پڑھی۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سلام پھیر کر تیزی سے کھڑے ہو گئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیبیوں کے حجروں میں سے ایک حجرے کی طرف تشریف لے گئے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تیزی کے ساتھ جانے پر لوگ گھبرا گئے، جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو لوگوں کو تعجب اور حیرت میں دیکھ کر فرمایا: مجھے یاد آیا کہ کچھ سونا ہمارے پاس ہے میں نے اسے پسند نہیں کیا کہ وہ قِیامت کے دن مجھے روکے، اس لیے میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔[8]

مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے مستفاد (یعنی یہ نتیجہ حاصل) ہوتا ہے کہ زکاۃ، فطرہ، صدقے کا مال روکنا اچھا نہیں، جس قدر ہو سکے جلد مستحق (یعنی حق دار) کو دے دیا جائے۔[9]

نیکی میں اتنی دیر نہ کرو کہ موت کا وقت آجائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ اَقدس میں حاضر ہو کر عرض گُزار ہوا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کون سے صدقے میں زیادہ ثواب ہے؟ ارشاد فرمایا: تمہارا صدقہ کرنا اس حال میں کہ تم تندرست اور مال کے حریص ہو، تمہیں تنگدستی کا خوف ہو اور مالداری کی اُمید ہو اور تم صدقہ کرنے میں اتنی دیر مت کرو کہ سانس حلق تک پہنچ جائے (یعنی موت کا وقت قریب آپہنچے) پھر تم کہو کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا، حالانکہ وہ فلاں (یعنی وارثوں) کا ہو ہی چکا تھا۔[10]

ہمیں ہر نیک کام میں جلدی کرنی چاہیے، تاکہ کوئی نیکی ہم سے نہ رہ جائے اور موت کا پروانہ آجائے، بعض اعمال کی تو احادیثِ مبارکہ میں جلدی کرنے کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے، چنانچہ تین فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھیے اور نیک کام میں جلدی کرنے کی عادت بنائیے:

1. تین کاموں میں دیر نہ کرو: (۱) نماز جب اس کا وقت آجائے (۲) جنازہ جس وقت حاضر ہو اور (۳) لڑکی کا جب رشتہ مل جائے۔[11]
2. سلام میں پہل کرنے والا تکبّر سے بَری ہے۔[12]
3. صدقہ دینے میں جلدی کرو کہ بَلا صدقے سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔[13]

اے عاشقانِ رسول! ہمیں ہر طرح کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچتے رہنا چاہیے اور کوئی نیکی خواہ چھوٹی ہو یا بڑی بجالانے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے، اللہ پاک ہمیں خوب نیک کام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

---

(1) شعب الایمان، 7/370، حدیث: 10618 (2) فیض القدیر، 6/82، تحت الحدیث: 8442 (3) ابن ماجہ، 2/5، حدیث: 1081 (4) ابوداؤد، 4/335، حدیث: 4810 (5) مشکاۃ، 1/624، حدیث: 3403 (6) مرقاۃ المفاتیح، 6/576، تحت الحدیث: 3403، ملخصاً (7) مسلم، ص69، حدیث 313 (8) بخاری، 1/296، حدیث: 851 (9) نزہۃ القاری، 2/498 (10) بخاری، 1/479، حدیث: 1419 (11) ترمذی، 1/216، حدیث: 171 (12) شعب الایمان، 6/433، حدیث: 8786 (13) جامع الاصول للجزری، 6/535، حدیث: 4645۔



اَحکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

کافروں کے مذہبی تہواروں کی پوسٹ بنانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں گرافک ڈیزائننگ (Graphic Designing) کا کام کرتا ہوں، جس میں تصاویر کی ایڈیٹنگ (Editing) اور مختلف نوعیت کی ڈیجیٹل پوسٹیں تیار کرتا ہوں۔ بعض اوقات کسٹمرز کفار کے مذہبی تہواروں کی مبارکباد پر مبنی پوسٹ بنانے کا کہتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا کفار کے مذہبی تہواروں کی مبارکباد پر مشتمل پوسٹ بنانا شرعاً جائز ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: کفار کے مذہبی تہواروں کی مبارکباد دینا، ناجائز و حرام ہے بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے۔ لہٰذا آپ کا کفار کے مذہبی تہوار کی مبارک باد پر مشتمل پوسٹ بنا کر دینا، کم از کم حرام ضرور ہے کیونکہ یہ ”تعاون علی الاثم“ یعنی گناہ کے کام میں مدد فراہم کرنا ہے، جو کہ ناجائز و گناہ ہے اور اللہ کریم نے قرآن پاک میں اس سے منع فرمایا ہے۔

دنیاوی فائدے کے لیے کفار کی کفریہ مراسم پر اعانت ناجائز و گناہ ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ”مراسم کفر کی اعانت اور ان میں شرکت ممنوع و ناجائز و گناہ اور مخالفت حکم الٰہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ”وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ حدیث میں ارشاد ہوا: ”من سود مع قوم فھو منھم وفی لفظ من کثر سواد قوم فھو منھم“ یعنی جو کسی قوم کی جماعت میں شریک ہو کر ان کا گروہ بڑھائے، وہ انہیں میں سے ہے۔۔۔ پھر اگر یہ باتیں شامت نفس اور طمع دنیا سے ہوں، تو صرف استحقاق جہنم ہے اور اگر کسی رسم کفر کے پسند و رضا کے ساتھ ہوں، تو کھلا کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/186 ملتقطاً)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

افیون کی تجارت کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ افیون کی تجارت کرنا کیسا؟ یہ بہت ساری دواؤں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: افیون کی تجارت کا حکم یہ ہے کہ اگر خریدار کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اسے نشہ، یا کسی اور ناجائز کام کے لیے لے رہا ہے، تو ایسے شخص کو افیون بیچنا جائز نہیں، کیونکہ یہ گناہ پر مدد ہے۔ اور اگر کسٹمر کا مقصد معلوم نہ ہو یا یہ بات معلوم ہو کہ وہ اسے جائز طبی ضرورت کے لیے استعمال کرے گا، جیسے بیرونی استعمال کی دوا یا مرہم بنائے گا، یا کھانے والی دوا میں اتنی قلیل مقدار ملائے گا کہ جس سے نشہ نہ ہو اور نہ عقل و حواس

* محققِ اہلِ سنت، مرکز الاقتصاد الاسلامی فیضانِ مدینہ کراچی

پر اثر پڑے، تو اس کی خرید و فروخت ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے۔ البتہ افیون کی اس جائز تجارت سے بھی اجتناب بہتر ہے۔

نوٹ: پاکستانی قانون کے مطابق افیون کی کاشت اور تجارت ممنوع ہے، البتہ صرف طبی، سائنسی یا صنعتی مقاصد کے لیے قانون میں مقررہ طریقۂ کار کے مطابق اس کی محدود اجازت موجود ہے لہٰذا جس صورت کو جائز لکھا گیا ہے اس میں قانونی تقاضے پورے کرنا بھی ضروری ہے۔

افیون کی تجارت سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”ان بیع الافیون والبنج و امثالھما ایضا مکروہ الا ممن علم انہ لا یشتریھا للمعصیۃ“ یعنی افیون اور بھنگ اور ان جیسی دیگر چیزوں کی خرید و فروخت مکروہ ہے، سوائے ایسے شخص کے ہاتھ خرید و فروخت کرنا جس کے بارے میں معلوم ہے کہ یہ گناہ کے لیے نہیں خرید رہا۔

(جد الممتار، 7/78)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ”افیون کا کھانا، ناجائز، مگر جبکہ کسی دوا میں اتنی قلیل ملائی گئی کہ اس دوا کے کھانے سے حواس پر اثر نہ پڑے تو جائز ہے۔۔۔ اس کی بیع و شراء جائز ہے، البتہ اس کی بیع ایسے شخص سے کرنا جو اسے ناجائز طور پر کھاتا ہو، ممنوع ہے کہ یہ معصیت پر اعانت ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ، جلد 3، صفحہ 182)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ٹھیکے پر کام لے کر آگے کسی اور کو ٹھیکہ دینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں ایک ٹھیکیدار ہوں اور میرے پاس مزدوروں کی ایک مکمل ٹیم ہے جو میری ہدایات کے مطابق تعمیراتی کام کرتی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مجھے کہیں سے کام کی پیشکش آتی ہے اور کسٹمر اس کام کی اچھی پیمنٹ بھی دے رہا ہوتا ہے، لیکن میں اپنی موجودہ ٹیم کے ساتھ کہیں اور مصروف ہونے کی وجہ سے اس نئے کام کو انجام نہیں دے سکتا۔ ایسے میں میں خود کسٹمر سے زیادہ مزدوری طے کر لیتا ہوں اور پھر وہی کام کسی دوسرے ٹھیکیدار سے کم مزدوری میں کروا دیتا ہوں۔ اس طرح کسٹمر سے طے شدہ مزدوری اور دوسرے ٹھیکیدار کو دی گئی مزدوری کے درمیان جو ڈیفرینس ہوتا ہے، وہ میں اپنے پاس رکھ لیتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کرنا شرعی طور پر درست ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں اگر ٹھیکہ دیتے وقت کسٹمر کی جانب سے یہ شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ یہ کام آپ خود اپنے ہاتھ سے انجام دیں گے، بلکہ معاہدہ صرف کام کی تکمیل اور متعین معیار کے مطابق کام کرنے کا ہو، تو ایسی صورت میں آپ کے لیے یہ جائز ہے کہ آپ یہ کام کسی دوسرے ٹھیکیدار سے طے شدہ معیار کے مطابق کم اجرت پر کروالیں۔ نیز اس صورت میں کسٹمر سے طے شدہ اجرت اور ٹھیکیدار کو دی گئی اجرت کے درمیان جو رقم بچے، وہ آپ کے لیے حلال ہو گی۔ لیکن اگر کسٹمر کی جانب سے یہ شرط ہو کہ کام آپ کو ہی کرنا ہے، تو پھر کسی دوسرے ٹھیکیدار سے وہ کام کروانا جائز نہیں، بلکہ آپ ہی پر وہ کام کرنا لازم ہے۔

مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: ”جس سے کام کرانا ہے اگر اُس سے یہ شرط کر لی ہے کہ تم کو خود کرنا ہو گا یا کہہ دیا کہ تم اپنے ہاتھ سے کرنا، اس صورت میں خود اُسی کو کرنا ضروری ہے۔ اپنے شاگرد یا کسی دوسرے شخص سے کام کرانا، جائز نہیں۔۔۔ اور اگر یہ شرط نہیں ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے کام کرے گا دوسرے سے بھی کرا سکتا ہے، اپنے شاگرد سے کرائے یا نوکر سے کرائے یا دوسرے سے اُجرت پر کرائے، سب صورتیں جائز ہیں۔“

(بہارِ شریعت، 3/119 ملتقطاً)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم



ہجرتِ نبوی میں گھرانۂ صدیقی کا کردار

مولانا عدنان احمد عطاری مَدَنی*

مَردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت پانے والے حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ ہیں آپ اپنی پوری حیات میں نہایت خاموشی، گہرائی اور والہانہ وابستگی کے ساتھ سرچشمۂ نبوت کے پانی سے ایمان و حکمت، یقین و عزیمت اور تقویٰ و اخلاص کے انمول موتی چنتے رہے۔ اس طویل صحبت اور بے مثال رفاقت کے نتیجے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کا دامنِ حیات تقوی و پرہیز گاری، ذکر و بیداری، محبت و وفاشعاری، عزیمت و ذمہ داری، اور اخلاص و فرمانبرداری کے گراں قدر ثمرات سے مالا مال ہو گیا۔ اور یہ ثمرات صرف حضرت صدیقِ اکبر رضیَ اللہ عنہ کی ذات تک محدود نہ رہے بلکہ صدیقی گھرانے کے دیگر افراد بھی اس سے برکتیں پاتے رہے ہیں، نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہجرتِ مدینہ کی روانگی کا وقت صرف مولا علی، حضرت ابو بکر صدیق اور آلِ صدیق رضیَ اللہ عنہم جانتے تھے،[1] اس لیے اس عظیم موقع پر ان حضرات کی جاں نثاری اور وفاداری ایک عظیم داستاں بیان کرتی ہے۔ آیئے ہجرتِ مدینہ کے موقع پر صدیقی گھرانے کی قربانیوں کے کچھ واقعات پڑھتے ہیں۔

ہجرتِ مدینہ اور انتظارِ صدیق ہجرتِ حبشہ کے بعد، جب مکہ مکرمہ کے حالات مسلمانوں کے لیے مزید ناسازگار ہوئے تو ہجرتِ مدینہ منورہ کا تاریخی وقت آپہنچا۔ دیگر صحابۂ کرام کی طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کے دل میں بھی یہ خواہش بیدار ہوئی لہٰذا کئی بار رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت چاہی، آخر کار سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں روکتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا جلدی نہ کرو، شاید اللہ پاک تمہیں میری صحبت میں ہجرت نصیب فرمائے۔ یہ سنتے ہی ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ (نے اپنی خواہش کو قربان کیا اور) اس بات کی تمنا کرنے لگے کہ کاش! انہیں کائنات کی سب سے عظیم ہستی پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رفاقت میں سفرِ ہجرت کی سعادت حاصل ہو جائے۔[2]

مژدۂ رفاقت پر اشکِ مسرت ہجرتِ نبوی کے عظیم مرحلہ کو اُمُّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضیَ اللہ عنہا یوں بیان فرماتی ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم روزانہ صبح یا شام کے وقت ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ لیکن جب ہجرت کا حکم نازل ہوا، تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم معمول کے برعکس دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

لائے۔ گھر میں داخل ہو کر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ہجرت کا حکم آ گیا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ نے تڑپ کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے آپ کی رفاقت چاہیے؟ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مژدہ سنایا: ہاں، تم بھی ہمارے ہی ساتھ چلو گے۔ رفاقت کا یہ مژدۂ جاں فزا سن کر ابو بکر رضیَ اللہ عنہ کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے اور وہ رونے لگے۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضیَ اللہ عنہا فرماتی ہیں: آج سے پہلے مجھے اس بات کا علم ہی نہ تھا کہ کوئی انسان حد سے زیادہ خوشی میں بھی رو سکتا ہے۔[3]

دو اونٹنیاں پیش کیں سفرِ ہجرت کا مژدہ سنتے ہی سیدنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ نے فوراً دو اونٹنیاں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہجرت ہی کے تاریخی دن کے لیے میں نے یہ دو اونٹنیاں خاص طور پر پال رکھی تھیں اور انہیں تیار کیا تھا۔[4]

مالی قربانی اس کے بعد سفر کی حکمتِ عملی کے تحت بنو دیل بن بکر کے ایک فرد عبد اللہ بن اُرَیقط کو راستے کی رہنمائی کے لیے اجرت پر مقرر کیا گیا۔ یہ شخص راستوں کا ماہر اور قابلِ اعتماد تھا۔ چنانچہ یہ دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دی گئیں تاکہ وہ وقتِ مقررہ تک ان کی دیکھ بھال کرے اور انہیں محفوظ رکھے۔[5]

غارِ ثور کی طرف روانگی پھر ایک دن رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینہ کی طرف روانگی کا پختہ ارادہ فرمایا اور اپنے کاشانۂ اقدس سے نکل کر حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے، پھر رات ہونے تک وہیں قیام پذیر رہے۔[6]

بناتِ صدیقی کی خدمات صدیقی گھرانے نے بھی اس سفر کے لیے خدمات کا ایک لاجواب باب رقم کیا۔ چنانچہ اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضیَ اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور والد محترم حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کے لیے بہترین طریقے سے سامانِ سفر تیار کیا جس میں بکری کا پکا ہوا گوشت بھی شامل تھا۔ توشہ تیار کر کے ایک تھیلے میں رکھ دیا گیا، لیکن تھیلے کا منہ باندھنے کے لیے گھر میں کوئی رسی یا کپڑا نہ ملا اس نازک موقع پر بڑی بہن حضرت اسماء رضیَ اللہ عنہا نے کمر پر (کام کاج کے دوران باندھا جانے والا) کپڑا کھولا، اسے درمیان سے پھاڑ کر دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑے سے پانی کا مشکیزہ اور دوسرے سے توشے کا تھیلا مضبوطی سے باندھ دیا۔ ان کی اسی فہم و فراست اور خدمت کی بنا پر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں "ذات النطاقین" کا عظیم لقب عطا کیا اور فرمایا: اللہ تجھے اس کے بدلے دو جنتی کپڑے عطا کرے۔[7] جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ گھر کی پشت پر موجود ایک چھوٹے دروازے سے باہر نکلے اور وہاں سے سیدھے مکہ کے زیریں علاقے میں واقع پہاڑ ثور کے ایک غار کی طرف رخ کیا۔[8]

غارِ ثور کے راستے میں والہانہ جاں نثاری رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ غارِ ثور کی جانب بڑھتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ پر عجیب وارفتگی کی کیفیت طاری تھی۔ وہ راستے میں کبھی رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے چلتے، کبھی دائیں جانب آجاتے اور کبھی بائیں طرف آجاتے، سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی اس بے چینی کو محسوس کیا اور پوچھا: اے ابو بکر! یہ کیا ماجرا ہے کہ تم کچھ دیر میرے آگے چلتے ہو اور کچھ دیر پیچھے، کبھی دائیں چلتے ہو تو کبھی بائیں؟ عاشقِ صادق صدیق اکبر رضیَ اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ لوگ آپ کو تلاش کر رہے ہیں تو آپ کے پیچھے چلنے لگ جاتا ہوں اور جب یہ خوف ستاتا ہے کہ کوئی دشمن آگے گھات لگائے نہ بیٹھا ہو، تو میں آپ کے آگے آجاتا ہوں (تاکہ آپ تک پہنچنے والی ہر مصیبت پہلے مجھ پر آئے) پھر دائیں اور بائیں چلتا ہوں تاکہ آپ کی حفاظت کے بارے میں مطمئن رہوں۔ یہ سن کر مکی مدنی سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! کیا تم یہ پسند

کرتے ہو کہ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو وہ تمہیں پہنچے اور میں محفوظ رہوں؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ نے تڑپ کر عرض کی: جی ہاں، اللہ پاک کی قسم! میں تو یہی پسند کرتا ہوں کہ ہر قسم کی تکلیف و مصیبت مجھے پہنچے اور آپ کو کچھ بھی نہ ہو۔[9]

اپنے کندھوں پر اٹھالیا محبت، جانثاری اور فداکاری کے مراحل ابھی ختم نہ ہوئے تھے آگے بھی کئی ادوار آنے والے تھے رات کے اندھیرے میں غارِ ثور کی طرف بڑھتے ہوئے رسول مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے مبارک پیروں کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے۔ اور اس احتیاط کا مقصد صرف یہ تھا کہ تعاقب کرنے والے قریش قدموں کے نشانات نہ پا سکیں یہاں تک کہ مکہ کی سنگلاخ وادیوں میں اس طرح چلنے سے رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدمینِ مبارک زخمی ہو گئے۔ یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ نے جب اپنے محبوب کے پیروں کی یہ تکلیف دیکھی تو جذبۂ عشق سے رہا نہ گیا فوراً جھک کر کائنات کے والی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور چلتے ہوئے غارِ ثور کے دہانے تک پہنچ کر نیچے اتار دیا۔

سانپ نے ڈس لیا پھر صدیقِ اکبر رضیَ اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! غار میں پہلے میں داخل ہوتا ہوں، اگر اندر کوئی موذی جانور یا خطرہ ہوا، تو وہ آپ سے پہلے مجھے نقصان پہنچائے گا۔ صدیق اکبر رضیَ اللہ عنہ اندر گئے، تسلی کی اور پھر اپنے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو انتہائی تعظیم کے ساتھ اٹھا کر غار کے اندر لے آئے۔ اس اندھیرے غار میں ایک ایسا سوراخ تھا جہاں زہریلے بچھو اور سانپ تھے۔ صدیقِ اکبر رضیَ اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ کہیں کوئی موذی شے نکل کر رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تکلیف نہ پہنچائے، لہٰذا انہوں نے جان کی پروا کیے بغیر اپنا قدم اس سوراخ پر رکھ دیا۔ سوراخ میں موجود سانپ نے سیدنا صدیق اکبر کے قدم پر بار بار ڈسا۔ زہر جسم میں سرایت کرنے لگا، تکلیف حد سے بڑھی تو چشمِ پرنم سے آنسو چھلک پڑے اور رخسارِ مبارک پر بہتے ہوئے رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرۂ انور پر جا گرے۔ دو عالم کے مالک و مختار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیدار ہوئے، اور پوچھا: اے ابو بکر! کیا بات ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! سانپ نے ڈس لیا ہے۔ پھر رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے یارِ غار کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اے ابو بکر! غم نہ کرو، بے شک اللہ پاک ہمارے ساتھ ہے۔ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ان الفاظِ مبارکہ کا ادا ہونا تھا کہ اللہ پاک نے صدیقِ اکبر رضیَ اللہ عنہ کے تڑپتے دل پر سکینت اور اطمینان نازل فرما دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کے اس حصے پر اپنا لعاب دَہن (یعنی تھوک شریف) لگایا تو فوراً آرام مل گیا۔[10]

قریش کا غیظ و غضب اور بی بی اسماء کی استقامت دوسری جانب ابو جہل نے کچھ کافروں کو ساتھ لیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے صاحب زادی حضرت بی بی اسماء رضیَ اللہ عنہا باہر نکلیں تو ابو جہل نے غصے میں پوچھا: تمہارا باپ ابو بکر کہاں ہے؟ حضرت اسماء رضیَ اللہ عنہ نے جرأت سے جواب دیا: مجھے ان کا علم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ یہ سن کر ظالم انسان ابو جہل نے حضرت بی بی اسماء رضیَ اللہ عنہ کے منہ پر ایسا زور دار طمانچہ رسید کیا جس کی شدت سے ان کے کان کی بالی ٹوٹ کر نیچے جا گری۔ اس ظلم کے باوجود سیدہ اسماء رضیَ اللہ عنہ نے رازداری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، اور کسی کو کچھ نہ بتایا کہ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ان کے رفیقِ خاص صدیق اکبر رضیَ اللہ عنہ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔[11]

فرزندِ صدیقی کی ڈیوٹی سیدنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کے لختِ جگر، حضرت عبد اللہ بن ابو بکر رضیَ اللہ عنہما انتہائی ذہین، ہوشیار اور فہم و فراست کے مالک نوجوان تھے۔ ان کی ڈیوٹی یہ تھی کہ وہ رات کے وقت غارِ ثور میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اپنے والدِ ماجد کے پاس پہنچ جاتے اور رات وہیں گزارتے۔

پھر آخری شب منہ اندھیرے وہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ واپس آجاتے، اور قریش کے لوگوں میں اس طرح شامل ہو جاتے کہ جیسے انہوں نے رات مکہ ہی میں گزاری ہے۔

اہلِ مکہ کی جاسوسی اس کے بعد صاحب زادے حضرت عبد اللہ رضیَ اللہ عنہ دن بھر قریشِ مکہ کے مابین اٹھتے بیٹھتے اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور سیدنا ابو بکر رضیَ اللہ عنہ کے متعلق جو بھی سازشیں، مشورے یا باتیں ہوتیں، انہیں اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے تھے۔ جیسے ہی رات کی تاریکی چھاتی، وہ تمام خبریں لے کر غارِ ثور پہنچ جاتے اور دونوں مبارک ہستیوں کو مکہ کے حالات سے باخبر کر دیتے۔ اس طرح قریشِ مکہ کو کانوں کان خبر نہ ہو پاتی کہ حضرت ابو بکر رضیَ اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت عبد اللہ رضیَ اللہ عنہ مکہ سے باہر گئے ہیں۔[12]

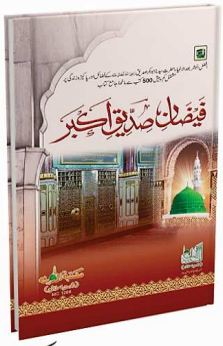
غلامِ صدیق کی خدمات اور دفاعی حکمتِ عملی نہ صرف آلِ ابو بکر بلکہ ان کے آزاد کردہ وفادار غلام بھی اس عظیم مشن کا اہم حصہ تھے۔ چنانچہ حضرت عامر بن فہیرہ رضیَ اللہ عنہ غارِ ثور والے پہاڑ کے آس پاس دن بھر بکریاں چَرایا کرتے تھے۔ رات کے وقت جب قریش کی آمد و رفت تھم جاتی، تو بکریاں لے کر غار کے پاس پہنچتے اور تازہ دودھ نکال کر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرتے۔ دونوں مبارک ہستیاں یہ دودھ پی کر رات آرام سے گزارتیں۔ اس کے بعد حضرت عامر رضیَ اللہ عنہ رات کے اندھیرے میں بکریوں کو ہانکتے ہوئے مکہ واپس آجاتے۔ ان تین راتوں میں حضرت عامر بن فہیرہ رضیَ اللہ عنہ اسی طرح کرتے رہے۔

حضرت عامر خادم کی حیثیت سے شامل ہوئے پھر جب ہجرت کا سفر باقاعدہ شروع ہوا تو حضرت عامر بن فہیرہ رضیَ اللہ عنہ بھی حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ کی سواری پر پیچھے بیٹھ کر اس قافلے کے ساتھ ہو لیے تاکہ دونوں مقدس ہستیوں کی خدمت کے فرائض سر انجام دے سکیں۔ اس طرح یہ مبارک قافلہ چار افراد پر مشتمل تھا، جس میں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت عامر بن فہیرہ رضیَ اللہ عنہما اور راستے کی راہنمائی کرنے والا عبد اللہ بن اریقط شامل تھے۔ ابنِ اُرَیقط اس قافلے کو قریش کے تعاقب سے بچانے کے لیے عام راستوں کے بجائے ساحلی راستے سے لے کر روانہ ہوا۔[13]

یاد رہے کہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ یکم ربیع الاول جمعرات کی رات کو مکۂ مکرمہ سے نکل کر غارِ ثور میں مقیم ہوئے، تین راتیں یعنی جمعہ ہفتہ اور اتوار کی راتیں غار میں قیام فرمایا، پھر وہاں سے پیر کی رات 5 ربیع الاول مطابق 622 عیسوی کو عازم مدینہ ہوئے اور 12 ربیع الاول بروز پیر چاشت کے وقت مدینہ منورہ میں جلوہ فرما ہوئے۔[14]

---

(1) سیرت ابن ہشام، ص194 (2) سیرت ابن ہشام، ص191 (3) بخاری، 2/29، حدیث:2138- سیرت ابن ہشام، ص193 (4) سیرت ابن ہشام، ص193 (5) سیرت ابن کثیر، 2/234 (6) سیرت ابن ہشام، ص194- طبقات ابن سعد، 1/177 (7) بخاری، 2/304، حدیث:2979- سیرت حلبیہ، 2/44 (8) سیرت ابن ہشام، ص194 (9) دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/476- سبل الہدیٰ والرشاد، 3/240 (10) دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/477- مشکاۃ المصابیح، 2/417، حدیث:6034 (11) سیرت ابن ہشام، ص194 (12) بخاری، 2/593، حدیث: 3905 (13) بخاری، 2/593، حدیث:3905- سیرت حلبیہ، 2/57 (14) سیرت سید الانبیاء، ص231۔



مسلمانوں کے پہلے خلیفہ، یارِ غار و یارِ مزار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ سیرت کے بارے میں جاننے کے لیے آج ہی اپنے قریبی مکتبۃ المدینہ سے کتاب "فیضانِ صدیقِ اکبر" ہدیۃً حاصل کیجئے یا دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net یا اس Q-R Code کے ذریعے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔



شہر تُستر

حضرتِ سیدنا محمد الاصغر بن جعفر رضی اللہ عنہما

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

کم عمری میں جن خوش نصیب بچوں کو اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضری کا شرف ملا اُن میں حضرت ابو القاسم محمد بن جعفر رضی اللہُ عنہما بھی شامل ہیں، آیئے! ان کے بچپن کے بارے میں پڑھ کر اپنے دِلوں کو محبتِ صحابۂ کرام سے روشن کرتے ہیں:

حضرت محمد بن جعفر رضی اللہُ عنہما

مختصر تعارف: آپ حضرت جعفر بن ابو طالب اور حضرت اسماء بنتِ عُمیس رضی اللہُ عنہما کے بیٹے، حضرت علی رضی اللہُ عنہ کے بھتیجے اور مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن جعفر کے بھائی ہیں، آپ کی ولادت رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے میں حَبَشہ میں ہوئی، آپ غزوۂ خیبر کے موقع پر اپنے والدین کے ساتھ مدینہ منورہ آئے، آپ اس وقت چھوٹے بچے تھے، مسلمان مہاجرین میں سب سے پہلے آپ کا نام "محمد" رکھا گیا۔[1]

حُضور نے آپ کو اپنی ران پر بٹھایا: (حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہُ عنہ کی شہادت کے بعد) رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کے گھر تشریف لائے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے بھائی حضرت عبد اللہ اور حضرت محمد بن جعفر کو اپنی ران پر بٹھایا اور فرمایا: محمد میرے چچا ابو طالب کے ہم شکل ہے۔[2]

آلِ جعفر پر حضور کی کرم نوازی: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں ان بچوں (یعنی حضرت عبد اللہ بن جعفر اور حضرت محمد بن جعفر) کا ولی (یعنی سرپرست) ہوں۔[3]

وصال: آپ رضی اللہُ عنہ نے تُستر میں شہادت پائی۔[4]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) اسد الغابہ، 5/85-اصابہ فی تمییز الصحابہ، 6/7(2) دیکھئے: المستخرج من کتب الناس للتذکرۃ، ص3(3) دیکھئے: مسند امام احمد، 3/279، حدیث:1750 (4) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 3/424۔

سردی سے بچنے کے طریقوں اور دیگر بہت ساری مفید معلومات پڑھنے کے لیے کیوآر کوڈ اسکین کیجیے۔





* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی



مقام جبل قاسیون

محدث شام امام ضیاء الدین مقدسی

مولانا گل فراز عطّاری مَدَنی*

امام ضیاءُ الدّین مقدسی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 16 جُمادَی الاُخریٰ 569ھ مطابق 11 جنوری 1174ء کو دیر مبارک جبل قاسیون (دمشق، شام) میں ہوئی۔

نام و نسب ضیاءُ الدّین محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمٰن بن اسماعیل بن منصور سعدی مقدسی حنبلی۔

کنیت و لقب کنیت ابو عبد اللہ اور لقب ضیاءُ الدّین ہے۔[1] آپ کا تعلق خاندان مقادسہ سے تھا جو ایک عرصہ سے علم و کمال، زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں مشہور و معروف تھا۔ اس خاندان میں بڑے بڑے عُلما اور حدیث کے بڑے حفاظ گزرے ہیں۔

تحصیلِ علم آپ نے اپنے دین دار گھرانے کے علمی ماحول میں پرورش پائی، بچپن ہی میں قرآنِ کریم حفظ کر لیا اور علمِ حدیث کی مجلسوں میں شرکت کرنے لگے۔ سات سال کی چھوٹی عمر میں شیخ اِبنِ سیدہ ابو المعالی رحمۃُ اللہِ علیہ وغیرہ اکابر محدثین سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ امام حافظ عبد الغنی مقدسی رحمۃُ اللہِ علیہ کی صحبت میں بڑا عرصہ رہے اور انہیں سے علم حدیث وغیرہ کی تکمیل کی اور اپنے ماموں امام ابو عمر محمد مقدسی رحمۃُ اللہِ علیہ سے بھی خوب استفادہ کیا۔[2] آپ نے علم کے حصول کے لیے بہت سے سفر کیے، بڑے بڑے عُلما اور محدثین سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ نے حصولِ علم کے لیے مصر، بغداد (عراق)، ہمدان (ایران)، نابلس (فلسطین)، اصفہان (ایران)، نیشاپور (ایران)، ہرات (افغانستان)، مرو (ترکمانستان)، حلب، حران، موصل (عراق)، مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ وغیرہ کا سفر کیا۔[3]

اساتذہ آپ نے جن اہلِ علم حضرات سے علم حاصل کیا ہے ان کی تعداد ایک قول کے مطابق پانچ سو سے زائد ہے۔[4] ان میں سے کچھ نامور شخصیات کے نام یہ ہیں: امام عبد الغنی مقدسی، امام موفق الدین اِبنِ قدامہ حنبلی، عظیم محدث امام ابو طاہر سلفی، شیخ ابراہیم بن عبد الواحد مقدسی، شیخ ابو عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی، محدث ابو القاسم ھبۃ اللہ بن علی بوصیری، فقیہ ابن نجیہ، شیخ عمر بن علی جوینی، ابو جعفر صیدلانی، شیخ عبد الباقی بن عثمان، شیخ شافیہ ابو المظفر اِبنِ سمعانی، مسند خراسان امام مؤید طوسی، امام عبد الرحمٰن اِبنِ جوزی رحمۃُ اللہِ علیہم۔[5]

سیرت و کردار حضرت امام ذہبی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: آپ لوگوں کے ساتھ بہت بھلائی کرنے والے اور ان کے ہمدرد تھے، تہجد گزار تھے، لوگوں کو بھلائی کا حکم دینے والے تھے، خوش شکل اور پُروقار بزرگی والے تھے، اپنے پرائے سب آپ کو پسند کرتے تھے۔[6] حضرت امام اِبنِ حاجب رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: آپ علمائے ربانین میں سے تھے۔ عبادت کے لیے خوب کوشش کرنے والے اور ذِکرِ الٰہی میں مشغول رہنے والے تھے۔ حضرت امام اِبنِ نجار رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: آپ زاہد، متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔ حلال کھانے کے معاملے میں محتاط اور راہِ خدا میں جہاد کرنے والے تھے۔ میں نے آپ جیسا باکردار اور تحصیلِ علم میں اچھے طریقے والا کوئی نہیں دیکھا۔[7] امام اِبنِ کثیر رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: آپ بڑے عبادت گزار، زہد و تقویٰ کے پیکر اور بھلائی کے کاموں میں ممتاز تھے۔[8]

دارُ الحدیث کا قیام آپ نے علمِ حدیث کی اشاعت کے لیے جامع مظفری میں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی اور بعض اہلِ خیر حضرات نے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ تراجم، اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ کراچی

اس میں آپ کے ساتھ تعاون بھی کیا۔ آپ نے اسے دارُالحدیث بنایا اور اپنی کتابیں اس مدرسے کے لیے وقف فرمادیں۔ آپ کے وقف فرمانے کے بعد دیگر جلیلُ القدر علمانے بھی اس مدرسے کے لیے اپنی کتابیں وقف فرمائیں جن میں امام شیخ موفق، حضرت بہاء عبد الرحمٰن، حضرت امام حافظ عبد الغنی، حضرت امام اِبنِ حاجب، حضرت امام اِبنِ سلام، حضرت اِبنِ ہامل اور حضرت شیخ علی موصلی رحمۃُ اللہ علیہم کے نام قابلِ ذکر ہیں۔[9]

تلامذہ آپ سے علم حاصل کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: امام اِبنِ نقطہ، محدثِ عراق امام اِبنِ نجار، امام شرفُ الدین اِبنِ نابلسی، امام سیفُ الدّین اِبنِ مجد، امام زکیُ الدّین برزالی، امام اِبنِ بقاء ملقن، شیخ عبد اللہ بن ابو طاہر مقدسی، امام اِبنِ ازہر صریفینی، حافظ ابو العباس اِبنِ ظاہری، امام اِبنِ حاجب، امام اِبنِ سلام رحمۃُ اللہ علیہم۔[10]

جہاد میں شرکت علمی و دینی مصروفیات کے باوجود آپ جہاد میں بھی شریک ہوئے اور سلطان صلاحُ الدّین ایوبی رحمۃُ اللہ علیہ کی قیادت میں صلیبیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔[11]

تعریفی کلمات 1 حضرت امام زکیُ الدّین برزالی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ حدیث کے حافظ، ثقہ، علم کے پہاڑ، دین دار اور بھلائی کے پیکر تھے۔[12] 2 امام شیخ عزالدّین اِبنِ عز رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام دار قطنی رحمۃُ اللہ علیہ کے بعد ہمارے شیخ ضیاءُ الدّین مقدسی رحمۃُ اللہ علیہ جیسا کوئی نہیں آیا۔[13] 3 امام حافظ ابو الحجاج مزی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے آپ جیسا نہیں دیکھا، آپ علمِ حدیث اور علمِ اسماءُ الرجال میں محدثِ کبیر حافظ عبد الغنی رحمۃُ اللہ علیہ سے بھی بڑھ کر تھے اور آپ کے وقت میں آپ جیسا کوئی نہیں تھا۔[14] 4 حافظ حدیث امام یوسف بن بدر رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک شیخ ضیاءُ الدّین مقدسی پر رحم فرمائے آپ حفظِ حدیث اور رجالِ حدیث کی معرفت میں عظیم شان کے حامل تھے۔ حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے میں آپ کی جانب اشارہ کیا جاتا تھا، میری آنکھ نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔[15] 5 امام ذہبی رحمۃُ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے آپ کی تعریف فرمائی: شیخ، امام، حافظ، محقق، حجت، بقیۃُ السلف۔[16] 6 امام شیخ عمر بن حاجب رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ ضیاءُ الدّین مقدسی رحمۃُ اللہ علیہ علم، حفظِ حدیث، ثقاہت اور دین داری میں یگانہ روزگار شخصیت تھے۔[17] 7 امام اِبنِ رجب رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حافظ کبیر ابو عبد اللہ ضیاءُ الدّین رحمۃُ اللہ علیہ محدثِ عصر اور یکتا زمانہ تھے۔ آپ کی شہرت محتاجِ بیان نہیں۔[18]

تصانیف آپ نے گراں قدر تصانیف یادگار چھوڑیں۔ چند کتابوں کے نام یہ ہیں: 1 فضائل الاعمال 2 الاحادیث المختارہ 3 فضائل الشام 4 فضائل القرآن 5 سیر المقادسہ 6 مناقب اصحاب الحدیث 7 النھی عن سب الاصحاب 8 الحجہ 9 صفۃ الجنۃ 10 صفۃ النار 11 ذکر الحوض 12 قتال الترک 13 فضل العلم 14 ذم المسکر 15 کلام الاموات 16 الموبقات 17 الرواۃ عن البخاری 18 دلائل النبوۃ 19 الامر باتباع السنن واجتناب البدع 20 مسند فضالہ بن عبید 21 شفاء العلیل 22 تحریم الغیبہ 23 اطراف الموضوعات 24 الموافقات 25 الارشاد الی بیان ما اشکل من المرسل فی الاسناد۔[19]

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ نے آپ کی کتاب الاحادیث المختارہ کو صحاح کے درجہ میں بیان فرمایا ہے۔[20]

وفات آپ رحمۃُ اللہ علیہ کی وفات بروز پیر 28 جُمادَی الاُخریٰ 643ھ بمطابق 1245ء میں ہوئی اور آپ کا مزار دمشق میں جبل قاسیون پر ہے۔[21]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) سیر اعلام النبلاء، 23/126- الاعلام للزرکلی، 6/255 (2) گستاخان صحابہ کا انجام، حالات مصنف، ص10 (3) تاریخ الاسلام للذہبی، 47/209 (4) ذیل طبقات الحنابلہ، 3/516 (5) تذکرۃ الحفاظ، 4/133- محدثین عظام حیات و خدمات، ص545 (6) سیر اعلام النبلاء، 23/128 (7) تاریخ الاسلام للذہبی، 47/211 (8) البدایۃ والنہایۃ، 9/52 (9) تاریخ الاسلام للذہبی، 47/212 (10) سیر اعلام النبلاء، 23/129 (11) گستاخان صحابہ کا انجام، حالات مصنف، ص10 (12) سیر اعلام النبلاء، 23/128 (13) سیر اعلام النبلاء، 23/128 (14) تاریخ الاسلام للذہبی، 47/211 (15) سیر اعلام النبلاء، 23/128 (16) سیر اعلام النبلاء، 23/126 (17) سیر اعلام النبلاء، 23/129 (18) ذیل طبقات الحنابلہ، 3/515 (19) تاریخ الاسلام للذہبی، 47/212- سیر اعلام النبلاء، 23/126- ذیل طبقات الحنابلہ، 3/520 (20) دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، 4/210 (21) تاریخ الاسلام للذہبی، 47/214- الاعلام للزرکلی، 6/255۔



اپنے بُزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

جُمادَی الاُخریٰ اسلامی سال کا چھٹا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عظام کا وصال ہوا، ان میں سے 134 کا مختصر ذکر ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ تا 1447ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 حضرت عبد اللہ بن ابی بن خلف قرشی جمحی رضی اللہُ عنہ قریش کے قبیلہ بنو جمح سے ہیں، آپ نے فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام قبول کیا اور حجۃ الوداع میں شرکت کی۔ آپ نے جنگ جمل میں جمادی الاخریٰ 36ھ کو جام شہادت نوش فرمایا۔[1]

2 حضرت عبد الرحمٰن بن سائب مخزومی رضی اللہُ عنہ قبیلہ قریش کی شاخ بنو مخزوم سے ہیں۔ یہ بھی فتح مکہ اور حجۃ الوادع میں شریک ہوئے اور جنگ جمل میں جمادی الاخریٰ 36ھ کو شہادت پائی۔[2]

اولیائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم

3 مقبول خاص و عام حضرت سید حیدر ولی اللہ قادری گیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش بغداد عراق میں خاندان غوث الاعظم میں ہوئی اور 3 جمادی الاخریٰ 1033ھ کو وصال فرمایا، مزار نیلنگا، احسن آباد، کرناٹک، ہند میں مرجع خلائق ہے۔ آپ ولی کامل، صاحب تصرف و کرامت اور جاذب نظر شخصیت کے مالک تھے، سلطنت بیجاپور کے سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی آپ کا مرید تھا۔[3]

4 دیوان شاہ عبد الباقی رحمۃُ اللہِ علیہ ولی کامل اور سلسلہ قادریہ سے منسلک تھے۔ وصال 18 جمادی الاخریٰ 1072ھ کو ہوا۔ مزار موضع بیول، تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہے۔ یہ دیوان حضوری شیخ عبد اللہ قادری سوہاوی کے خلیفہ تھے۔ شیخ عبد الواحد آپ کے صاحبزادے اور جانشین مقرر ہوئے۔[4]

5 شیخ طریقت شیخ سید ابو عبد اللہ محمد بن علال حسنی یملحی وزانی فاسی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش فاس، مغرب (مراکش) کے علمی و روحانی گھرانے میں ہوئی۔ آپ فارغ التحصیل عالم دین و فقیہ، کثیر العبادت، سلسلہ وزانیہ کے شیخ طریقت اور مقبول خاص و عام تھے۔ وصال 29 جمادی الاخریٰ 1335ھ کو ہوا، تدفین روضہ باب عجیسہ، فاس میں ہوئی۔[5]

6 حضرت پیر سید امام علی شاہ گیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش کفری، وادی سون سکیسر ضلع خوشاب میں ہوئی اور 16 جمادی الاخریٰ 1344ھ کو 105 سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ مزار جبی شریف ضلع خوشاب میں ہے۔ آپ مرید و خلیفہ خواجہ

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی) ونگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

سلیمان تونسوی، عابد وزاہد، بانی آستانہ عالیہ جبی شریف، کثرت سے تلاوت کرنے والے اور مستجاب الدعوات تھے۔ زندگی کے آخری سال بھی باوجود ضعف و کمزوری ماہ رمضان کے پورے روزے رکھے۔[6]

7 پروفیسر عابد حسن فریدی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ، پروفیسر و صدر شعبہ فارسی سینٹ جانسن کالج آگرہ، مرید و خلیفہ امیر ملت، متبع سنت، جذبہ ترویج اسلام سے سرشار اور صاحب کشف بزرگ تھے، وصال 4 جمادی الاخریٰ 1364ھ کو فرمایا، تدفین مزار سید ابو العلا کے قریب آگرہ، یوپی ہند میں کی گئی۔[7]

8 حضرت مولانا پیر صوفی کفایت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش بلمرام، یوپی ہند میں ہوئی اور 2 جمادی الاخریٰ 1389ھ کو کراچی میں وصال فرمایا، مزار قادری مسجد، پی آئی بی کالونی کراچی سے متصل ہے۔ آپ سید جمن میاں شاہجان پوری کے مرید و خلیفہ، نہایت متقی و پرہیز گار، مصنف کتب و رسائل، متواضع و متوکل اور نہات منکسر المزاج تھے، کثیر مریدوں میں جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری اور مولانا سید سعادت علی قادری بھی ہیں۔[8]

علمائے اسلام رحمہم اللہ السلام

9 امام ابو عثمان عمرو بن عاصم کلابی قَیسی بصری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ہمام بن یحییٰ ازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ روایان صحیح بخاری سے ہیں۔ آپ کا وصال بصرہ میں جُمادَی الاخریٰ 212 یا 213ھ کو ہوا۔[9]

10 شیخ الاسلام حضرت ابو اسحاق ابراہیم فیروز آبادی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 393ھ کو فیروز آباد (صوبہ فارس) ایران میں ہوئی اور 21 جُمادَی الاُخریٰ 476ھ کو بغداد میں وصال فرمایا، تدفین باب ابرز بغداد عراق میں ہوئی۔ آپ فقہ شافعی کے مجتہد، امیرُ المؤمنین فی الفقہ، مصنفِ کُتبِ کثیرہ، اخلاقِ حسنہ سے متصف، فصاحت و بلاغت کے جامع اور مدرس مدرسہ نظامیہ بغداد تھے۔ اَلنُّکَتُ فِی المَسائِلِ المُخْتَلَف آپ کی علمی یادگار ہے۔[10]

11 استاذ الحفاظ مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش دربٹہ نزد لاوہ ضلع چکوال میں ہوئی اور 10 جمادی الاخریٰ 1384ھ کو وصال فرمایا، مزار ڈھرنکہ ضلع میانوالی میں ہے۔ آپ جید حافظ قرآن، بہترین مدرس، مرید حضرت پیر شاہ محمد نقشبندی (آستانہ عالیہ دندہ شاہ بلاول ضلع چکوال)، عاشق قرآن، کثیر التلامذہ، غیرت مند و سخی اور بغیر لومۃ لائم حق کا ساتھ دینے والے تھے۔[11]

12 قائد ملت حضرت مولانا حسن رضا تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1366ھ کو روشن پور ضلع امیٹھی یوپی ہند میں ہوئی اور آپ عالم دین، فاضل جامعہ عربیہ سلطان پور، شاگرد صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی، مرید بابا عبد الصمد تاجی، خلیفہ آستانہ عالیہ بریلی شریف اور بانی مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، قاسم پورہ، گاندھی نگر جائس، ضلع امیٹھی ہیں۔ وفات 22 جمادی الاخریٰ 1439ھ کو ہوئی اور تدفین مذکور مدرسہ کے صحن میں کی گئی۔[12]

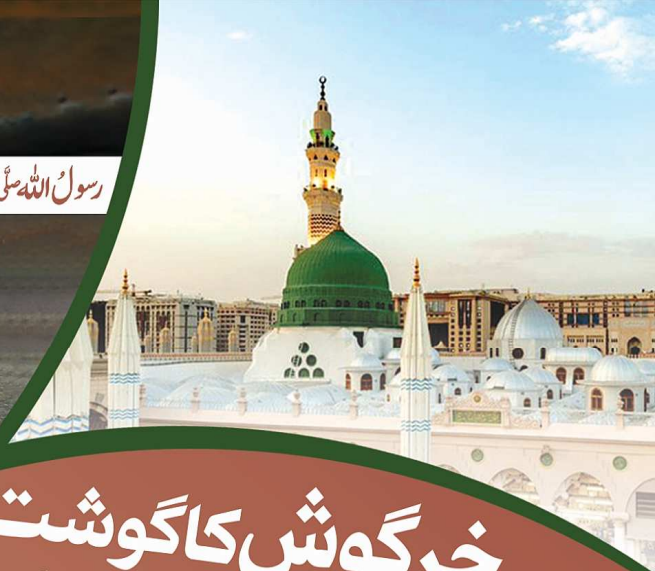
13 حضرت شیخ رادین اسناوی بن عبد اللہ قدس جاوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1281ھ کو قریہ دماران نزد قدس، سینٹرل جاوہ انڈونیشیا کے علمی گھرانے میں ہوئی اور 25 جمادی الاخریٰ 1378ھ کو وصال فرمایا۔ آپ عالم کبیر، علامہ عصر، فاضل مسجد الحرام مکہ مکرمہ، استاذ العلماء، صوفی باصفا، مجاہد تحریک آزادی وطن، بانی مدرسہ مہد الاسلامی قدس اور بانی رکن جمعیۃ نہضۃ العلماء انڈونیشیا تھے۔[13]

---

(1) الاصابہ، 4/3 (2) الاصابہ، 4/260 (3) تذکرۃ الانساب، ص122، 123 (4) گوجر خان کے سہروردی مشائخ ص 25، 26 (5) معجم الشیوخ المسمی ریاض الجنہ، ص 58 تا 60 (6) خوشاب سرزمین اولیاء، ص 173 تا 178 (7) تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص 137 تا 139 (8) تذکرہ اولیائے سندھ، ص 269، 270 (9) الہدایۃ والرشاد، 2/548- اسامی شیوخ البخاری للصغانی، ص 172 (10) سیر اعلام النبلاء، 14/7 تا 12 (11) تذکرہ علمائے اہل سنت میانوالی، ص 245، 246 (12) قائد ملت، حیات و خدمات، ص 19 تا 40 (13) المختصر الحاوی، ص 131، 132۔



رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غذائیں



خرگوش کا گوشت (Rabbit meat)

مولانا ابو محمد عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کے آخِری نبی حضرت محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بکری، دنبہ، بھیڑ، اونٹ، خرگوش، مرغ، بٹیر اور مچھلی کا گوشت تناول فرمایا ہے۔[1] آیئے! خرگوش کے گوشت سے متعلق روایات و فوائد وغیرہ ملاحظہ کرتے ہیں:

حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خرگوش کی ران کا گوشت قبول فرمایا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے مرالظہران کے مقام پر خرگوش کو دوڑتے پایا، تو لوگوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی، تو لوگ تھک گئے۔ میں نے اس کو دیکھا تو پکڑ لیا۔ میں اس کو حضرت ابو طلحہ رضی اللہُ عنہ کے پاس لایا، تو انہوں نے اس کو ذبح کیا اور حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف اس کی سرین یا رانوں کا گوشت بھیجا۔ راوی فرماتے ہیں: اس کی رانوں کا گوشت بھیجا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو قبول فرمایا۔ میں نے پوچھا: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس میں سے کھایا تھا؟ تو روای فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس میں سے کھایا تھا، پھر بعد میں کہا کہ قبول فرمایا۔[2]

مرالظہران حرمین شریفین کے درمیان مکہ معظمہ کے قریب ایک بستی ہے وہاں حضرت انس رضی اللہُ عنہ نے خرگوش زندہ پکڑ لیا تھا (اور مذکورہ واقعہ پیش آیا)۔[3]

حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عائشہ کو خرگوش کا گوشت کھلایا:

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں خرگوش تحفے میں بھیجا، اس وقت میں سوئی ہوئی تھی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کا پچھلا (یعنی ران والا) حصہ میرے لیے رکھ دیا، جب میں جاگی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ مجھے کھلایا۔[4]

حضرت محمد بن صفوان رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دو خرگوش ہاتھ میں لٹکائے ہوئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس سے گزرے، عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں نے یہ دو خرگوش شکار کئے ہیں، لیکن مجھے کوئی ایسی لوہے کی چیز (چھری وغیرہ) نہیں ملی کہ جس سے میں ان کو ذبح کرتا تو میں نے انہیں ایک سفید (تیز دار) پتھر سے

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ذبح کیا ہے، کیا میں انہیں کھا سکتا ہوں؟ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کھالو۔[5]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس ایک بھنا ہوا خرگوش، چٹنی اور سالن لے کر آیا، اور آپ کے سامنے رکھ دیا، تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے آپ کو روکے رکھا خود نہیں کھایا، اور صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کو حکم دیا کہ وہ کھا لیں۔[6]

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خرگوش کا گوشت کھانے کے حوالے سے محققین کا کچھ اختلاف ہے البتہ علماو فقہائے احناف کا واضح موقف دلائل کے ساتھ یہی ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خرگوش کا گوشت تناول فرمایا ہے جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب "الھدایۃ" میں ہے: خرگوش کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ جب نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں بھنا ہوا خرگوش پیش کیا گیا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس میں سے کھایا اور اپنے صحابہ رضی اللہُ عنہم کو اس میں سے کھانے کا حکم دیا۔[7]

خرگوش کے گوشت کے فوائد

❁ کہا جاتا ہے کہ خرگوش کے گوشت کی طبیعت گرم اور خشک ہے۔ ❁ خرگوش کا گوشت ہلکا نمکین اور لذیذ ہوتا ہے۔ ❁ خرگوش کے گوشت میں وٹامن، پروٹین اور غذائیت بکرے کے گوشت سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ❁ ایک تحقیق کے مطابق سب سے زیادہ پروٹین خرگوش کے گوشت میں موجود ہیں جو کہ 33 فیصد ہیں۔ ❁ خرگوش کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے۔ ❁ خرگوش کا گوشت سانس کی تکلیف میں فائدہ مند ہے۔ ❁ امراض جگر میں خرگوش کا گوشت کھانا بہت مفید ہے۔ ❁ خرگوش کے گوشت میں آئرن کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جو خون کی کمی کے مریضوں کے لیے اہم ہے۔ ❁ خرگوش کا گوشت حاملہ خواتین کی صحت کے لیے مفید ہے۔ ❁ خرگوش کا گوشت بلڈ پریشر کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے، اگر بلڈ پریشر کے مریض گوشت میں خرگوش کا استعمال کریں تو اس بیماری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ ❁ خرگوش کے گوشت میں میگنیشیم پایا جاتا ہے جو کہ مدافعتی نظام اور بیماریوں سے لڑنے کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔ ❁ خرگوش کا گوشت جسم سے صفراوی مادوں کے اخراج کو بڑھاتا ہے۔[8]

نوٹ: تمام مریض اپنے طبیب (ڈاکٹر یا حکیم) کے مشورے سے استعمال کیجیے۔ اس مضمون کی طبّی تفتیش حکیم رضوان فردوس عطّاری نے کی ہے۔

---

(1) دیکھیے: سیرتِ مصطفیٰ، ص586 (2) بخاری، 2/167، حدیث: 2572
(3) دیکھیے: مراٰۃ المناجیح، 5/661 (4) دار قطنی، 5/524، حدیث: 4788
(5) ابن ماجہ، 3/587، حدیث: 3244 (6) دیکھیے: مسند امام احمد بن حنبل، 14/154، حدیث: 8434 (7) ھدایہ، جزء4، 2/352 (8) مختلف ویب سائٹ سے ماخوذ۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی
(اگست 2026ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔ اگست 2026ء میں دیے گئے 4 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی پڑھیے: 1 اللہ والوں کے 12 واقعات (قسط:1): 14 لاکھ، 93 ہزار 2 648 امام غزالی کی سنہری باتیں (قسط: 02): 14 لاکھ، 92 ہزار 3 628 اچھا بولنے سننے کے فائدے: 14 لاکھ، 84 ہزار 4 815 اربعینِ عطّار (قسط:4): 16 لاکھ، 44 ہزار 665۔

سفرنامہ





(دوسری اور آخری قسط)

کینیڈا میں دینی کاموں کی دھوم

مولانا عبدالحبیب عطّاری*

18 اپریل بروز ہفتہ مدنی مذاکرے کے اختتام کے بعد نگرانِ شوریٰ نے ویڈیو لنک کے ذریعے مونٹریال (کینیڈا) میں ایک گھنٹے سے زائد وقت اسلامی بھائیوں کو عطا فرمایا۔ اس دوران مختلف دینی، اخلاقی اور تنظیمی موضوعات پر نہایت قیمتی مدنی پھول ارشاد فرمائے، جبکہ حاضرین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات بھی عنایت فرمائے۔ اس نشست کے بعد بھی مدنی مشوروں اور سوال جواب کا سلسلہ دیر تک جاری رہا، جس سے حاضرین نے بھرپور استفادہ کیا۔

نمازِ مغرب کے بعد الحمدللہ جامع مسجد "نور المدینہ" میں ایک عظیم الشان سنتوں بھرا اجتماع منعقد ہوا۔ مقامی اسلامی بھائیوں کے مطابق یہ مونٹریال کی تاریخ کے بڑے اجتماعات میں شمار کیا جارہا تھا۔ عاشقانِ رسول کی کثیر تعداد اور ان کا ذوق وشوق دیدنی تھا۔

اس اجتماع میں توحیدِ باری تعالیٰ، اللہ پاک کی قدرتِ کاملہ، اس کی محبت اور اس پر کامل توکل جیسے اہم موضوعات پر بیان کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دورانِ بیان بارہا یہ احساس تازہ ہوا کہ دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے مسلمان اگرچہ زبان، ثقافت اور رہن سہن کے اعتبار سے مختلف ہیں، لیکن محبتِ رسول اور دینِ اسلام کی خدمت کے جذبے میں سب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

اس موقع پر جامع مسجد نور المدینہ کی انتظامیہ نے انتہائی محبت، اخلاص اور حسنِ تعاون کا مظاہرہ کیا۔ بالخصوص امام مسجد حضرت مولانا غالب صاحب نے بڑی شفقت اور محبت سے نوازا۔ اللہ پاک انہیں اس حسنِ میزبانی اور دینی خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

اجتماع کے اختتام کے بعد بھی رات گئے تک مدنی مشوروں اور ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، جس کے بعد آرام کا موقع ملا۔

قدرتِ الٰہی کا ایک دل نشین منظر

اتوار کی صبح ایک نئے اور حیرت انگیز منظر کے ساتھ طلوع ہوئی۔ گزشتہ رات اجتماع کے دوران موسم اس قدر گرم تھا کہ مسجد میں AC اور پنکھے چل رہے تھے، بلکہ گرمی کی شدت کے باعث پسینہ بھی آرہا تھا، لیکن صبح آنکھ کھلی تو موسم یکسر تبدیل

نوٹ: یہ مضمون مولانا عبدُ الحبیب عطّاری کے آڈیو پیغامات وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے پیش کیا گیا ہے۔

* رکنِ شوریٰ ونگران مجلس مدنی چینل

ہو چکا تھا۔ درجۂ حرارت منفی تین ڈگری سینٹی گریڈ کے قریب پہنچ گیا تھا اور باہر برف باری ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ بھی ایک عظیم مظہر تھا۔ گزشتہ شب بیان میں اللہ پاک کی قدرت، اس کی عظمت اور اس کی بے پایاں شان کا تذکرہ ہوا تھا، اور اگلی صبح اسی قدرت کا ایک دل نشین منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کو ملا۔ یہاں موسم اس قدر تیزی سے بدلتا ہے کہ ایک دن پہلے درجۂ حرارت پلس 20 سے 25 ڈگری سینٹی گریڈ ہو اور اگلے ہی دن منفی درجۂ حرارت کے ساتھ برف باری شروع ہو جائے۔ ایسے متغیر موسم کے ساتھ خود کو ہم آہنگ رکھنا بھی ایک مستقل آزمائش اور ذمہ داری ہے۔ قدرت کے یہ منفرد مناظر انسان کو بار بار اپنے رب کی عظمت اور حکمت کی یاد دلاتے ہیں۔

تربیتی نشستیں اور اہم ملاقاتیں

اتوار کے روز ناشتے کے بعد آرام کا موقع ملا، پھر دوپہر دو بجے امریکہ اور کینیڈا کے ذمہ داران کے ساتھ مدنی حلقہ ہوا۔ یہ تربیتی بیان امریکہ اور کینیڈا کی ذمہ دار اسلامی بہنوں کے لیے تھا، جسے انٹرنیٹ کے ذریعے براہِ راست نشر کیا گیا۔ اس کے بعد اس تین دن کے تربیتی اجتماع میں شریک کینیڈا کے اسلامی بھائیوں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے نہایت محبت، اخلاص اور خیر خواہی کے ساتھ پورے اجتماع کے دوران دینی خدمات انجام دیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کی گئی، ان کے لیے دعائیں کی گئیں اور ان کی خدمتِ دین کے جذبے کو سراہا گیا۔

بعد ازاں کینیڈا کے جامعۃ المدینہ کے اساتذۂ کرام کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اس نشست میں امریکہ اور کینیڈا کے جامعۃ المدینہ کے ذمہ دار مولانا کاشف عطاری مدنی صاحب بھی موجود تھے، جبکہ رکنِ شوریٰ حاجی خالد عطاری نے بھی شرکت فرمائی۔ اس موقع پر مدنی پھولوں کا تبادلہ ہوا اور جامعۃ المدینہ کے تعلیمی و تربیتی نظام کو مزید مؤثر انداز میں آگے بڑھانے کے حوالے سے مفید مشاورت ہوئی۔

اس کے بعد یہاں کی ایک معزز شخصیت سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کا موقع ملا، جہاں خیر خواہی کے ساتھ مختلف اہم امور پر گفتگو ہوئی۔ اسی موقع پر ٹورانٹو اور کینیڈا کے عاشقانِ رسول کے لیے ایک خوش آئند خبر بھی سامنے آئی کہ اِن شآءَ اللہ الکریم مسجد کے لیے ایک بڑی جگہ کی فراہمی کی صورت پیدا ہو رہی ہے، اور اللہ پاک نے چاہا تو اس کی عملی ترکیب بھی جلد بن جائے گی۔

ٹورانٹو میں دینی کام اور مدنی مشورے

24 اپریل کو ٹورانٹو کے سفر کا آغاز ہوا۔ اس مرحلے میں ٹورانٹو اور اس کے گرد و نواح میں منعقد ہونے والے مختلف دینی اجتماعات، مدنی مشوروں اور ملاقاتوں میں شرکت مقصود تھی۔ ٹورانٹو اور اس کے اطراف کا علاقہ "جی ٹی اے (Greater Toronto Area)" کہلاتا ہے، جس میں ٹورانٹو سمیت کئی قریبی شہر شامل ہیں۔ یہ پورا خطہ کینیڈا کے اہم ترین شہری اور معاشی مراکز میں شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں عاشقانِ رسول کی بڑی تعداد آباد ہے اور دعوتِ اسلامی کی دینی سرگرمیاں بھی نہایت مؤثر انداز میں جاری ہیں۔

اس سفر کا آغاز جمعہ کے روز "ہملٹن فیضانِ مدینہ" میں جمعہ کا بیان کرنے اور نمازِ جمعہ پڑھانے کی سعادت سے ہوا۔

اس مدنی مرکز کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ یہ عمارت پہلے غیر مسلموں کی عبادت گاہ تھی لیکن اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے اسے اسلام اور دعوتِ اسلامی کی دینی خدمات کا مرکز بنا دیا۔ اس منظر نے دل کو بے اختیار شکرِ الٰہی پر آمادہ کر دیا کہ جس جگہ کبھی غیر اللہ کی عبادت ہوتی تھی، آج وہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان ہو رہا ہے، قرآن و سنت کی تعلیم دی جا رہی ہے اور ذکرِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی صدائیں بلند ہو

رہی ہیں۔

نمازِ جمعہ اور بیان میں اسلامی بھائیوں نے نہایت محبت، شوق اور جذبے کے ساتھ شرکت کی۔ بیان کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ رہا، جبکہ بعد ازاں مقامی ذمہ داران کے ساتھ مدنی مشورہ بھی ہوا، جس میں مختلف دینی، تنظیمی اور آئندہ کے منصوبوں پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔

"ہملٹن فیضانِ مدینہ" کی خریداری پر ابھی کچھ قرض باقی ہے۔ اس مناسبت سے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے معزز قارئین سے بھی درخواست ہے کہ اس مبارک دینی مرکز کی تکمیل اور استحکام میں حتی المقدور اپنا حصہ ضرور شامل کریں۔ اللہ پاک کے فضل سے یہ مرکز دعوتِ اسلامی کی دینی خدمات کا اہم ذریعہ بن چکا ہے۔

اس کے بعد ایک معزز شخصیت سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کا موقع ملا، جہاں خیر خواہی کے ساتھ ساتھ دعوتِ اسلامی کینیڈا کے لیے قانونی اور انتظامی معاملات کو مزید مؤثر انداز میں آگے بڑھانے کے حوالے سے تفصیلی مشاورت ہوئی۔ اسی روز رات کے وقت ایک خوبصورت اور پُر رونق سنتوں بھرا اجتماع بھی منعقد ہوا، جس میں عاشقانِ رسول کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اللہ پاک کے فضل سے یہ اجتماع بھی نہایت روح پرور ماحول میں منعقد ہوا اور شرکائے اجتماع نے دینی ماحول سے بھرپور فیض حاصل کیا۔

برامپٹن میں عظیم الشان اجتماع

جمعہ کو نمازِ مغرب کے بعد برامپٹن (Brampton) کے علاقے میں واقع "مسجدِ اقصیٰ" میں سنتوں بھرے اجتماع میں بیان کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ اجتماع ہر اعتبار سے نہایت شاندار تھا۔ عاشقانِ رسول کی بڑی تعداد شریک ہوئی جبکہ پردے کے مناسب انتظام کے ساتھ اسلامی بہنوں نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اس اجتماع کی ایک خوشگوار یاد یہ بھی رہی کہ دعوتِ اسلامی کے ابتدائی دور سے وابستہ، امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے اور برسوں پہلے بیعت کی سعادت حاصل کرنے والے کئی پرانے عاشقانِ رسول سے ملاقات ہوئی۔ ان میں سے متعدد کا تعلق کراچی سے تھا۔ ان کی محبت، اخلاص اور دعوتِ اسلامی سے دیرینہ وابستگی دیکھ کر دل خوشی سے بھر گیا۔ اجتماع کے بعد اسلامی بھائیوں سے ملاقات، خیر خواہی اور باہمی تبادلۂ خیال کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔

ہفتے کا دن بھی نہایت مصروف گزرا۔ صبح ذمہ داران کے ساتھ ناشتے کی نشست ہوئی، اس دوران مختلف دینی اور تنظیمی امور پر گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد نمازِ ظہر کے بعد اہلِ سنت کے مرکز "مکہ اسلامک سینٹر" میں سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی سعادت ملی۔ یہ ادارہ بالخصوص انڈیا سے تعلق رکھنے والے عاشقانِ رسول بڑی محبت، اخلاص اور حسنِ انتظام کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ وہاں پہنچ کر عشقِ رسول، ذکرِ الٰہی اور دینِ اسلام کی خدمت کا جذبہ نمایاں طور پر محسوس ہوا۔ اسلامی بھائیوں کا ذوق و شوق دیدنی تھا اور اللہ پاک کے فضل سے نہایت روح پرور ماحول میں بیان کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اجتماع کے بعد کچھ اہم مشاورتوں کا سلسلہ رہا، جبکہ رات کے وقت "فیضانِ مدینہ، ٹورانٹو" میں ایک عظیم الشان سنتوں بھرا اجتماع منعقد ہوا، جو جی ٹی اے (Greater Toronto Area) کے مرکزی علاقے میں واقع ہے۔

اس اجتماع کا منظر اپنی مثال آپ تھا۔ شُرکا کی کثرت کے باعث باقاعدہ بڑے ٹینٹ نصب کیے گئے تھے۔ اسلامی بھائی ٹینٹ میں موجود تھے، جبکہ اسلامی بہنوں کے لیے عمارت کے اندر علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود شُرکا کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ بہت سے افراد کو کھڑے ہو کر اجتماع میں

شرکت کرنا پڑی۔ عاشقانِ رسول کا ذوق و شوق، دین سے محبت اور بیان سننے کا جذبہ نہایت قابلِ دید تھا۔

اس موقع پر قرآنِ کریم کی روشنی میں اہلِ ایمان کے لیے دیے گئے اہم احکامات پر گفتگو کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بالخصوص سورۂ حجرات کی ان مبارک آیات کا تذکرہ کیا گیا جو ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔ ان آیاتِ کریمہ کی روشنی میں تجسس سے بچنے، بدگمانی سے اجتناب کرنے اور غیبت کی قباحت جیسے اہم اخلاقی موضوعات پر گفتگو کی گئی، اور یہ واضح کیا گیا کہ قرآنِ کریم ایک صالح، پُرامن اور مثالی اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے کن اعلیٰ اخلاقی اصولوں کی تعلیم دیتا ہے۔

اتوار 26 اپریل کا دن بھی نہایت مصروف رہا۔ صبح چند اسلامی بھائیوں سے ناشتے پر ملاقات ہوئی، جبکہ دوپہر کے وقت جی ٹی اے کا مرکزی اجتماع "اسپر یچوئل سوسائٹی مسجد" میں منعقد ہوا۔ یہ نہایت خوبصورت، کشادہ اور شاندار مسجد ہے جہاں عاشقانِ رسول کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

الحمدللہ! اس اجتماع کو بھی مدنی چینل پر براہِ راست نشر کیا گیا۔ بیان میں اللہ پاک کی محبت، اس پر کامل توکل اور اپنے رب کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کی اہمیت پر گفتگو کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اجتماع کے اختتام پر کافی دیر تک اسلامی بھائیوں سے ملاقات، خیر خواہی اور مختلف شخصیات سے تبادلۂ خیال کا سلسلہ جاری رہا۔

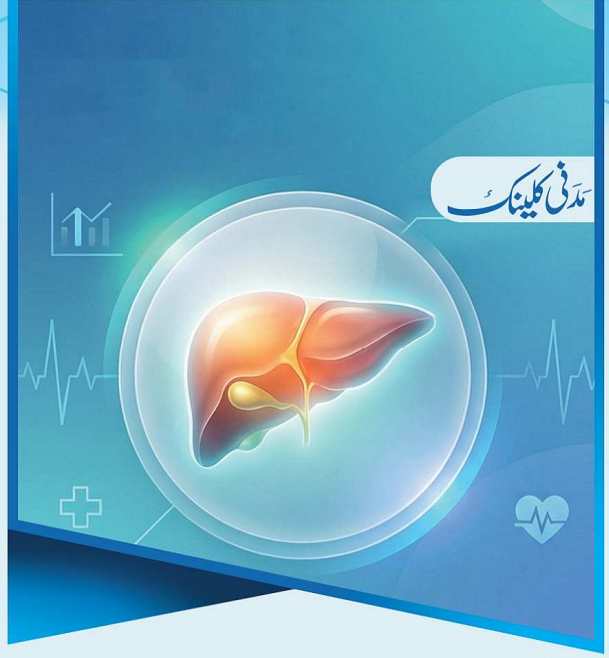
اسی رات "اوک ویل مکہ اسلامک سینٹر" میں بھی ایک سنتوں بھرا اجتماع منعقد ہوا۔ یہ اجتماع مقامی ذمہ داران کی پُرزور درخواست پر صرف دو روز قبل طے پایا تھا۔ اللہ پاک کے فضل و کرم سے اس اجتماع کی ایک نمایاں برکت یہ سامنے آئی کہ وہاں دعوتِ اسلامی کی دینی سرگرمیوں کے باقاعدہ آغاز کی راہ ہموار ہوئی۔ اجتماع کے بعد بھی اسلامی بھائیوں سے ملاقات، خیر خواہی اور مدنی مشوروں کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔

پیر کے روز مدنی چینل کی مختلف ریکارڈنگز کے لیے ٹورنٹو کے چند خوبصورت مقامات کا دورہ کیا گیا، جہاں مدنی پھولوں اور نعتِ رسولِ مقبول کی ریکارڈنگ کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس دوران شہر کے مختلف مقامات کو قریب سے دیکھنے کا بھی موقع ملا، اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں پر دل بار بار شکر ادا کرتا رہا۔

اب 28 اپریل منگل اس سفر کا آخری دن ہے۔ آج دوپہر کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک تاجر کے گھر مختلف تاجروں کی نشست رکھی گئی ہے، جس میں ظہرانے کے ساتھ مدنی مشورہ ہوگا، دعوتِ اسلامی کا تعارف پیش کیا جائے گا اور اس کی دینی خدمات پر ایک مختصر پریزنٹیشن بھی دی جائے گی۔ اس کے بعد، اِن شآءَ اللہ الکریم ائیرپورٹ کے لیے روانگی ہوگی اور یوں کراچی پہنچ کر اس بابرکت سفر کا اختتام ہو جائے گا۔

اس پورے سفر کے دوران مختلف شہروں میں عاشقانِ رسول سے ملاقات، سنتوں بھرے اجتماعات، مدنی مشوروں، تربیتی نشستوں اور دعوتِ اسلامی کی دینی سرگرمیوں کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ ہر شہر میں اسلامی بھائیوں کی محبت، اخلاص، خدمتِ دین کا جذبہ اور دینِ اسلام کے لیے ان کی تڑپ دیکھ کر دل کو بے حد خوشی ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں دعوتِ اسلامی جس اخلاص، محبت اور منظم انداز سے دینِ متین کی خدمت کر رہی ہے، وہ اللہ پاک کا عظیم فضل ہے، اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

اللہ پاک اس پورے سفر کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائے، اس دوران ہونے والی تمام دینی کاوشوں کو امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے، دعوتِ اسلامی کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم



فیٹی لیور (NAFLD)

مولانا بلال حسین عطّاری مَدَنی*

پیٹ کے دائیں جانب پسلیوں کے نیچے واقع جگر انسانی جسم کا نہایت اہم اندرونی عضو ہے، جسے جسم کی "کیمیائی فیکٹری" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ہماری خوراک کو توانائی میں بدلنے، چکنائی کو ہضم کرنے کے لیے "صفرا" نامی سیال بنانے اور خون سے زہریلے مادوں کو صاف کرنے کے ساتھ ڈھیروں ضروری کام انجام دیتا ہے۔ اس کی سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اگر اس کا کچھ حصہ خراب یا کاٹ بھی دیا جائے تو یہ خود کو دوبارہ مکمل طور پر بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تاہم، دیگر اعضاء کی طرح یہ بھی بیماریوں کا شکار ہو سکتا ہے، جن میں سب سے عام مسئلہ "فیٹی لیور" یعنی جگر پر چربی کا جمع ہونا ہے۔ یہ دو طرح کا ہوتا ہے: ایک الکحل (شراب) کے استعمال سے، اور دوسرا الکحل کے بغیر، جسے طبی زبان میں Non-alcoholic fatty liver disease (NAFLD) کہا جاتا ہے۔ عام حالت میں جگر میں معمولی چربی کا ہونا قدرتی ہے، لیکن جب یہ مقدار جگر کے کل وزن کے 5 فیصد سے بڑھ جائے تو اس حالت بلکہ یوں کہہ لیجیے کہ اس بیماری کو طبی زبان میں فیٹی لیور کہا جاتا ہے۔

ممکنہ وجوہات

1. **موٹاپا:** بڑھتا ہوا وزن بھی عموماً اس کا سبب ہو سکتا ہے خاص طور پر پیٹ اور کمر کے ارد گرد زائد چربی کا جمع ہونا۔
2. **ذیابیطس (ٹائپ 2 شوگر):** انسولین کی مزاحمت (Insulin Resistance) جگر میں چربی جمع کرنے کا باعث بنتی ہے کہ جب خلیات انسولین کو صحیح استعمال نہیں کرتے تو جسم اضافی چربی خون میں چھوڑ دیتا ہے، جسے جگر اپنے اندر ذخیرہ کر لیتا ہے۔
3. **غیر متوازن غذا:** پروسیس شدہ کھانے،[1] بازاری کھانے، فاسٹ فوڈ، مٹھائیاں، کوکنگ آئل کا کثرت سے استعمال اور میٹھے مشروبات اس میں اچھا بھلا حصہ ملاتے ہیں۔
4. **سست طرزِ زندگی:** ورزش نہ کرنا اور دن بھر بیٹھ کر کام کرنے کی عادت بھی آپ کے جگر میں فیٹ کا سبب بن سکتی ہے۔
5. **کولیسٹرول اور ٹرائی گلیسرائڈز:** خون میں نقصان دہ چربی کی مقدار کا زیادہ ہونا۔

مراحل/علامات

ابتدائی مرحلے میں جگر پر صرف چربی جمع ہوتی ہے جو بغیر کسی علامت کے خاموشی سے بڑھتی ہے، تاہم بعض اوقات پیٹ کے دائیں جانب اوپر ہلکا بھاری پن یا تھکاوٹ محسوس ہو سکتی ہے؛ اس مرحلہ پر پرہیز اور ورزش سے مکمل بہتری ہو سکتی ہے لیکن اگر اس پر دھیان نہ دیا جائے تو چربی کی کثرت سے جگر میں سوزش اور ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ یہ سوزش جگر کو سخت کر کے سکڑنے پر مجبور کر دیتی ہے، اور اگر اب بھی علاج نہ کیا جائے تو جگر مکمل طور پر کام کرنا چھوڑ دیتا ہے جسے "Liver Failure" کہا جاتا ہے۔ اللہ کریم اس طرح کے جان لیوا امراض سے سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

بچاؤ اور قدرتی علاج

خوش قسمتی سے اگر ابتدائی مراحل میں فیٹی لیور کا پتا چل جائے

(1) یعنی وہ غذا جسے مختلف قسم کے مراحل سے گزار کر اس کی اصل قدرتی حالت بدل دی گئی ہو۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

تو بغیر کسی مہنگی دوا کے، صرف اپنے روزمرہ کے اندازِ زندگی میں مندرجہ ذیل تبدیلی لا کر جگر کو دوبارہ ٪100 صحت مند بنایا جاسکتا ہے۔

1 **وزن میں کمی:** اپنے جسمانی وزن کا صرف ٪7 سے ٪10 کم کرنے سے جگر کی چربی میں نمایاں کمی آتی ہے۔

2 **غذا میں تبدیلی:** فاسٹ فوڈ، تلی ہوئی اشیاء، چینی اور پروسیس شدہ کھانے اور میدے والی چیزوں سے مکمل پرہیز کریں۔ اپنی خوراک میں سبزیاں، پھل، دالیں اور فائبر (ریشہ) شامل کریں

3 **روزانہ ورزش:** روزانہ کم از کم 30 منٹ کی تیز پیدل واک یا ہلکی ورزش جگر سے چربی گھلانے میں انتہائی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

4 **پانی کا وافر استعمال:** دن میں 8 سے 10 گلاس پانی پئیں تاکہ جسم سے فاسد مادے نکل سکیں۔

فیٹی لیور کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کرنا آگے چل کر ایک بڑا طبی مسئلہ بن سکتا ہے۔ اگر آپ کو اپنے الٹراساؤنڈ میں فیٹی لیور کا پتا چلے تو گھبرانے کے بجائے آج ہی سے اپنی غذا اور روٹین کو بہتر بنائیں اور کسی مستند ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔

جگر کی حفاظت کے متعلق شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا ایک مختصر مضمون فوائد کے پیشِ نظر شامل کیا گیا ہے:

کئی لوگ رات کو دیر سے گھر پہنچتے، کھاپی کر فارغ ہوتے ہی کچھ دیر چلنے پھرنے کے بجائے فوراً ہی بستر پر لیٹ جاتے ہیں، طبّی اعتبار سے ان کی یہ عادت ان کے لیے نقصان کا باعث ہے، اس سے پیٹ پھولتا، کولیسٹرول بڑھتا، شوگر پرابلم ہوجاتا، جسم کے مختلف حصوں میں درد ہوتا، وزن بڑھتا، کمر کی ہڈی میں تکلیف پیدا ہوتی اور نہ جانے کیا کیا بیماریاں جسم میں داخل ہوجاتی ہیں۔ وَزن بڑھانے میں مذکورہ بے احتیاطی کے ساتھ ساتھ یہ چیزیں مِٹھاس، میدہ اور جمنے والی چکناہٹ جس میں چربی، گھی اور بعض تیل بھی شامل ہیں۔ ان کے زیادہ استعمال نیز بیٹھ کر دیر تک لکھنے پڑھنے یا دفتری کام کرنے، پیدل چلنے کے بجائے صِرف اسکوٹر یا کار وغیرہ میں سفر کرنے، چار زانو یعنی چوکڑی مار کر بیٹھ کر کھانے، ٹیبل کرسی پر پاؤں لٹکا کر کھانے، کھانا زیادہ کھانے، زیادہ گرم کھانے، بدن کا وَزن اکثر بائیں (یعنی Left) طرف ڈالنے مَثَلاً بیٹھے ہوئے یا کھانا کھاتے ہوئے بایاں (یعنی Left) ہاتھ زمین پر ٹیکنے، دیوار وغیرہ پر بائیں (یعنی Left) طرف سہارا لینے، پانی پی کر فوراً سوجانے کا بھی وزن بڑھانے میں بڑا دخل ہے۔ ایسوں کی ایک تعداد ہے جن کے جگر پر چربی ہوجاتی ہے حالانکہ بندہ جگر کے بل پر زندہ رہتا ہے، بے شک دِل بھی بدن کا اہم ترین حصہ ہے مگر جگر بھی کم اہم نہیں، ایسے افراد کو چاہیے کہ پہلی فرصت میں اپنے کلیجے یعنی جگر کی خبر لیں اور اس کا ٹیسٹ کروائیں، اور اگر کچھ نکل آئے تو مت گھبرائیں، کسی اچھے حکیم سے مشورہ کرکے روزانہ پابندی سے ایک کریلے کا جوس پئیں اور صبح صبح درمیانی رفتار سے ایک گھنٹا یا کم از کم پَون گھنٹا (یعنی 45 منٹ) پیدل چلیں، بلکہ تندرست ہو یا مریض جو پیدل چل سکتا ہو تو میری گزارش ہے کہ وہ چلے اور کچھ نہ کچھ وَرزِش بھی کرے، اس سے جگر کی چربی پگھلے گی، ایک آدھ مہینا اس نسخے پر عمل کرکے آپ دوبارہ ٹیسٹ کروائیں گے تو اگر چربی ختم نہ بھی ہوئی ہوگی تو کمی ضرور آئی ہوگی اِن شآءَ اللہُ الکریم، پھر اس نسخے پر عمل جاری رکھیں گے تو اِن شآءَ اللہ آپ کا جگر کلیئر ہوجائے گا۔ لیکن یہ یاد رکھیے کہ "سَو دَوا کی اِک دوا پرہیز ہے۔" لہٰذا ڈاکٹر آپ کو بولے اس سے پہلے میری بات مان لیجئے اور اپنی صحت کا اس لیے خیال رکھئے تاکہ بہتر طریقے سے عبادت کی جاسکے۔ نیز جن کا وَزن بڑھا ہوا ہے ان کے لیے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "فیضانِ سنّت" کے دو ابواب "آدابِ طعام"، "پیٹ کا قفلِ مدینہ" اور رسالہ "وَزن کم کرنے کا طریقہ" کا مطالعہ بہت ہی مفید ہے۔

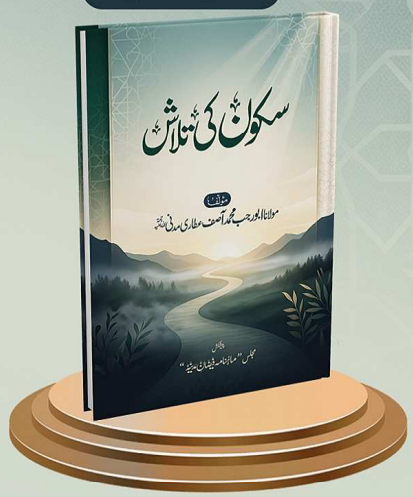
اللہ پاک ہمیں ظاہری و باطنی بیماریوں سے نجات عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(ماہنامہ فیضانِ مدینہ جنوری 2023ء، بیک ٹائٹل)

(**نوٹ:** اس مضمون کی طبی تفتیش ڈاکٹر جنید حنیف (میڈیکل آفیسر NICVD) نے کی ہے۔)

کُتُب کا تعارُف



سکون کی تلاش

(مجموعہ مضامین مولانا حاجی ابو رجب مدنی مرحوم)

مولانا ابو النور راشد علی عطّاری مَدَنی*

سکون انسانی فطرت کی ایک بنیادی اور قیمتی طلب ہے۔ دنیا کا ہر انسان، خواہ وہ کسی بھی خطے، زبان یا طبقے سے تعلق رکھتا ہو، اپنی زندگی میں دو ہی چیزوں کی جستجو میں سرگرداں رہتا ہے: کامیابی اور سکون۔ اب یہ الگ بات ہے کہ کس کے نزدیک کامیابی کا معیار کیا ہے؟ البتہ ایک مسلمان کے لیے کامیابی کا معیار اللہ کریم اور رسولِ رحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضا ہے۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ دولت، شہرت، اقتدار اور آسائشیں حاصل کر لینے کے باوجود بھی بہت سے لوگ قلبی اطمینان اور سکون سے محروم رہتے ہیں۔ گھر کی رونق ہو یا کاروبار کی ترقی، تعلقات کی فراوانی ہو یا سہولتوں کی بہتات، اگر دل مضطرب اور بے چین ہے تو یہ تمام نعمتیں بے کیف اور بے لطف محسوس ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس سادہ سی زندگی گزارنے والا وہ شخص جسے اپنے رب سے تعلق، اپنے نفس پر قابو اور اپنے اردگرد کے لوگوں سے حسنِ سلوک نصیب ہو، سچی مسرت اور قرارِ قلب کی نعمت سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انسانی معاشرے کی ایک بڑی بیماری "بے سکونی" قرار دی جاسکتی ہے۔ نجی زندگی میں گھریلو جھگڑے، رشتوں میں دراڑیں، بے جا شکوک و شبہات اور انا پرستی؛ اور اجتماعی زندگی میں غیبت، چغلی، جھوٹی خبروں کا پھیلاؤ، اختلافِ رائے میں بد تہذیبی اور دوسروں کے عیب اچھالنے کا رجحان، یہ سب وہ اسباب ہیں جو فرد اور معاشرے دونوں کو سکون سے محروم کر دیتے ہیں۔

سکون کے دینی فوائد

اسلامی تعلیمات میں سکون کو ایک روحانی نعمت اور قربِ الٰہی کا ثمرہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الرعد میں ذکرِ الٰہی کو سکونِ قلبی ذریعہ فرمایا گیا ہے: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ(۲۸)﴾ ترجَمۂ کنزُالعِرفان: سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔ (پ13، الرعد:28)

جب بندے کا تعلق اپنے خالق سے مضبوط ہوتا ہے تو نماز میں خشوع، روزے میں راحت، صدقہ و خیرات میں فرحت اور ذکرِ الٰہی میں حلاوت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وہ داخلی سکون ہے جو کسی بیرونی حالات کے بدلنے سے متأثر نہیں ہوتا، بلکہ مشکل ترین حالات میں بھی دل کو ثابت قدم اور مطمئن رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ، دینی نقطۂ نظر سے سکون کے حصول کا ایک بڑا ذریعہ حقوقُ العباد کی پاسداری بھی ہے۔ دوسروں کو معاف کرنا، ان کی غلطیوں سے درگزر کرنا، پردہ پوشی کرنا، خیر خواہی کا جذبہ رکھنا اور بدگمانی سے بچنا، یہ سب وہ اخلاقی اوصاف ہیں جن کی ترغیب ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دی ہے اور جن کا نتیجہ نہ صرف آخرت میں اجر و ثواب بلکہ دنیا میں بھی قلبی راحت کی صورت میں نکلتا ہے۔ گویا سکون کا دینی پہلو دو رخوں پر مشتمل ہے: ایک اللہ پاک سے تعلق کی مضبوطی، دوسرا بندوں کے حقوق کی ادائیگی۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایم فل علومِ اسلامیہ
ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

سکون کے دنیاوی فوائد

دینی برکات کے ساتھ ساتھ سکون کے دنیاوی فوائد بھی نہایت وسیع ہیں۔ ایک پُر سکون انسان نہ صرف اپنی ذات کے لیے بلکہ اپنے خاندان، برادری اور پورے معاشرے کے لیے سکون کا باعث بنتا ہے۔ گھریلو زندگی میں جب میاں بیوی، والدین اور اولاد، اور بہن بھائیوں کے درمیان برداشت، درگزر اور خوش اسلوبی کا رویہ ہو تو گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے، اور اگر اِن کی جگہ اَنا، شک اور تلخ کلامی لے لے تو وہی گھر بے سکونی کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔

اجتماعی سطح پر بھی سکون کی اہمیت کسی سے مخفی نہیں۔ جس معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے بارے میں خبروں کی تصدیق کیے بغیر رائے قائم نہیں کرتے، جھگڑوں سے بچتے ہیں، اختلافِ رائے کو دشمنی نہیں بننے دیتے اور دوسروں پر بلاوجہ تبصرہ آرائی سے گریز کرتے ہیں، وہاں باہمی اعتماد اور بھائی چارہ پروان چڑھتا ہے۔ اس کے برعکس بدگمانی، جلد بازی میں رائے قائم کرلینا اور موبائل و سوشل میڈیا کے غیر محتاط استعمال سے پھیلنے والی غلط فہمیاں پورے معاشرے کو بے چینی اور انتشار سے دوچار کر دیتی ہیں۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو سکون محض ایک انفرادی نعمت نہیں بلکہ ایک اجتماعی امانت ہے، جس کی حفاظت ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے مرحوم چیف ایڈیٹر، استاذ المدرسین حضرت علامہ ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے قارئین کے لیے ہر شمارے میں بہت اچھوتے، تربیتی، معلوماتی اور سکون کی تلاش میں معاون مضامین لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے جنوری 2017ء میں "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے آغاز سے اپنے وصال سے ایک ہفتہ قبل تک جاری ہونے والے ہر شمارے میں بہترین مضامین لکھے۔ یہ مضامین مختلف سلسلوں "معاشرے کے ناسور، اسلامی زندگی، کتابِ زندگی، نوجوانوں کے مسائل اور درسِ کتابِ زندگی" کے تحت شامل ہوتے تھے۔ حالیہ دنوں میں معاشرتی بے سکونی اور ان مضامین کی اہمیت کے پیشِ نظر مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" نے وہ تمام مضامین جو "سکون کی تلاش" میں معاون ہیں، کا ایک مجموعہ بنام "سکون کی تلاش" جاری کیا ہے۔ آیئے! ذیل میں ان کے چند مضامین کے عنوانات اور ان کے معاشرتی ثمرات کا جائزہ لیتے ہیں:

سکون کی تلاش

"سکون کی تلاش" میں شامل مضامین دراصل انہی عملی رہنما اصولوں پر مشتمل ہیں جن پر عمل کر کے انسان اپنی نجی اور اجتماعی زندگی کو سکون سے ہم کنار کر سکتا ہے۔ ذیل میں انہی عنوانات کی روشنی میں چند بنیادی نکات پیش کیے جاتے ہیں:

1. رشتوں اور تعلقات میں سکون کے لیے برداشت کا مزاج اپنایئے کیونکہ عدمِ برداشت ان میں دراڑ کا سبب بنتی ہے، جبکہ اپنے اردگرد کے لوگوں کی خامیوں اور اپنے مزاج کے خلاف باتوں کو برداشت کرنا سیکھ لینے والا شخص گھریلو اور معاشرتی تعلقات میں سکون پالیتا ہے۔
2. رشتوں اور معاشرتی تعلقات کو محفوظ رکھنے کے لیے خبر کی تصدیق کیجیے کیونکہ بغیر تحقیق کے کسی بات کو آگے پھیلا دینا یا کسی پر الزام لگا دینا دلوں میں کدورت اور معاشرے میں فتنے کا سبب بن سکتا ہے۔
3. جھگڑوں اور اختلافات کے خاتمے کے لیے اپنی غلطی تسلیم کرنے کی عادت بنایئے کیونکہ اَنا کی جگہ عاجزی اپنانا اور اپنی غلطی کا برملا اعتراف کرلینا بہت سے جھگڑوں کو ختم کر کے دل کو ہلکا اور مطمئن کر دیتا ہے۔
4. دل کی کشادگی اور اطمینان کے لیے دوسروں کو دینا سیکھیے کیونکہ سخاوت اور ایثار، خواہ مال میں ہو یا وقت اور توجہ میں، انسان کو بخل اور حسد جیسی بے سکونی پیدا کرنے والی کیفیات سے بچاتے ہیں۔
5. غلط فہمیوں اور نزاعات سے بچنے کے لیے پوچھ کر دیکھ

لیجیے کیونکہ دوسروں کی نیت یا موقف کے بارے میں قیاس آرائی کرنے کے بجائے براہِ راست پوچھ کر تصدیق کر لینا بہت سے اختلافات کو ختم کر دیتا ہے۔

6 گھر اور معاشرے کو نزاعات سے محفوظ رکھنے کے لیے جھگڑوں سے بچنے کے طریقے اپنائیے اور غیر ضروری بحث و تکرار سے گریز، لہجے میں نرمی اور بروقت خاموشی کو اپنا معمول بنائیے۔

7 سکون کی طرف بڑھنے کے لیے اپنی بُری عادتوں کا جائزہ لیجیے اور انہیں چھوڑ دیجیے کیونکہ خود احتسابی کی عادت اپنانا اور بُری عادتوں سے بتدریج نجات حاصل کرنا اصلاحِ نفس کا بنیادی قدم ہے۔

8 دیرپا عزت اور اعتماد کے لیے سمجھ داری کو چالاکی پر ترجیح دیجیے کیونکہ وقتی فائدے کے لیے چالاکی اختیار کرنے والا بالآخر اعتماد کھو بیٹھتا ہے، جبکہ دیانت اور دوراندیشی پر مبنی سمجھ داری دیرپا سکون کا باعث بنتی ہے۔

9 تعلقات میں انصاف اور اعتماد برقرار رکھنے کے لیے ڈبل اسٹینڈرڈ سے اجتناب کیجیے کیونکہ اپنے اور دوسروں کے لیے الگ الگ معیار رکھنا ناانصافی اور بے چینی پیدا کرتا ہے، جبکہ یکساں اور منصفانہ رویہ سکون پیدا کرتا ہے۔

10 باہمی تعلقات میں تلخی سے بچنے کے لیے اختلافِ رائے کے آداب سیکھیے کیونکہ اختلاف کرنا معیوب نہیں، البتہ اختلاف کو دشمنی اور تلخی میں بدل دینا تعلقات کے سکون کو ختم کر دیتا ہے۔

11 دل کو کدورتوں سے پاک رکھنے کے لیے بددعاؤں سے پرہیز کیجیے اور دوسروں کے لیے بددعا کرنے کے بجائے دعائے خیر کی عادت اپنائیے تاکہ دل نرم اور مطمئن رہے۔

12 رشتوں میں رنجش اور دوری سے بچنے کے لیے تبصروں میں احتیاط برتیے کیونکہ ہر بات پر بے جا تبصرہ آرائی اور تنقید دل آزاری کا سبب بنتی ہے، اس لیے رائے دینے سے پہلے اس کی افادیت اور مناسب وقت کا خیال رکھیے۔

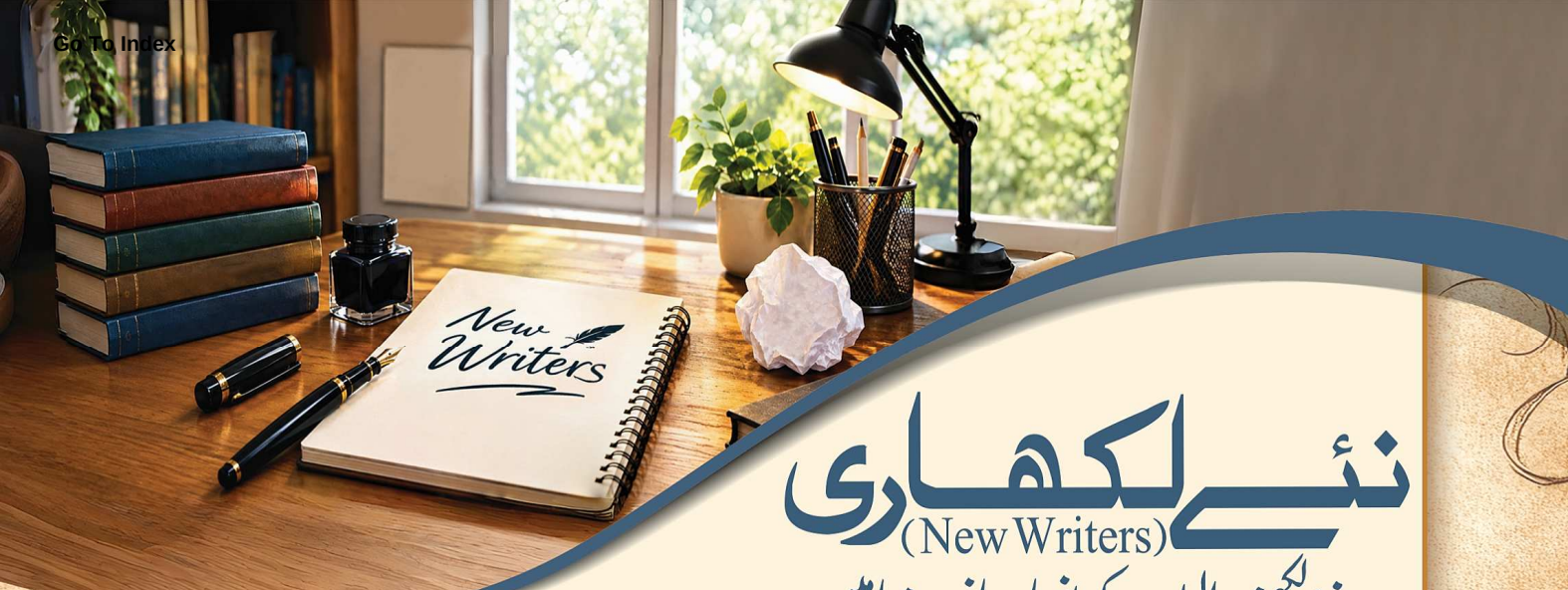
13 غلط فہمیوں اور بدگمانیوں سے محفوظ رہنے کے لیے موبائل کے استعمال میں اعتدال اور بدگمانیوں سے بچیے کیونکہ جدید ٹیکنالوجی کا بے احتیاط استعمال بہت سی بدگمانیوں کو جنم دے سکتا ہے۔

14 تعلقات میں محبت اور احترام برقرار رکھنے کے لیے بے تکلفی میں توازن رکھیے کیونکہ حد سے بڑھی ہوئی بے تکلفی احترام کو ختم کر کے بعد ازاں تعلقات میں بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے۔

15 معاشرتی سکون اور باہمی احترام کے لیے پردہ پوشی کا رویہ اپنائیے کیونکہ دوسروں کے عیوب اور کمزوریوں کو چھپانا اور انہیں افشا کرنے سے گریز کرنا نہ صرف دینی فضیلت ہے بلکہ معاشرتی سکون کا ذریعہ بھی ہے۔

16 دل کو رنجشوں کے بوجھ سے بچانے کے لیے معاملات جلد نمٹائیے کیونکہ غلط فہمیوں اور رنجشوں کو طول دینا انہیں مزید پیچیدہ بنا دیتا ہے، اس لیے حتی الامکان جلد معاملات کو سلجھا لینا چاہیے۔

مجموعہ ”سکون کی تلاش“ میں شامل یہ تمام مضامین دراصل ایک ضابطۂ حیات پیش کرتے ہیں، اگر آپ بھی اس بے چین دنیا میں حقیقی سکون کے متلاشی ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا گھر محبت اور اطمینان کا گہوارہ بنے، آپ کے تعلقات مضبوط اور پائیدار ہوں، اور آپ کا دل ہر حال میں مطمئن رہے، تو یہ مجموعہ آپ ہی کے لیے ہے۔ اس کا مطالعہ کیجیے، اس میں بیان کردہ اصولوں کو اپنی روزمرہ زندگی میں شامل کیجیے، اور اپنے آپ کو اُس حقیقی سکون سے ہمکنار کیجیے جو دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں، صرف اپنے رب کی یاد اور اچھے اخلاق میں پوشیدہ ہے۔ آیئے! ”سکون کی تلاش“ کے اس سفر کو مکمل کریں اور ابھی یہ مجموعہ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے فری ڈاؤن لوڈ کیجیے، پڑھیے اور آگے شیئر بھی کیجیے۔



نئے لکھاری (New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

حضرت عزیر علیہ السّلام کا قرآنی تذکرہ
محمد کیف عطّاری
(درجہ سادسہ جامعۃ المدینہ فیضانِ عثمان غنی کراچی)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیائے کرام علیہم السّلام کے واقعات کو محض تاریخ بیان کرنے کے لیے نہیں بلکہ عبرت، نصیحت اور ایمان کی تقویت کے لیے ذکر فرمایا ہے۔ انہی برگزیدہ ہستیوں میں ایک نام حضرت عزیر علیہ السّلام کا بھی ہے، جن کا واقعہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 259 میں نہایت دلنشیں انداز میں بیان ہوا ہے۔ اگرچہ اس آیت میں نام کی صراحت نہیں، تاہم اکثر مفسرین کرام کے نزدیک اس سے مراد حضرت عزیر علیہ السّلام ہی ہیں۔

قرآن مجید میں یہ واقعہ کچھ یوں بیان ہوا ہے کہ ایک بستی، جسے اکثر مفسرین بیت المقدس سے تعبیر کرتے ہیں، اپنی چھتوں کے بل گری پڑی تھی، اس کے مکین ہلاک ہو چکے تھے۔ اس ویران و برباد بستی سے گزرتے ہوئے اس بزرگ ہستی کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمات نکلے کہ اللہ تعالیٰ اس مردہ بستی کو موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا۔ یہ سوال انکار کی بنا پر نہیں بلکہ عین الیقین کی بنا پر تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السّلام کی روح قبض فرما دی۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ﴾

ترجَمۂ کنزالعرفان: یا (کیا تم نے) اس شخص کو (نہ دیکھا) جس کا ایک بستی پر گزر ہوا اور وہ بستی اپنی چھتوں کے بل گری پڑی تھی تو اس شخص نے کہا: اللہ انہیں ان کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ تو اللہ نے اسے سو سال موت کی حالت میں رکھا پھر اسے زندہ کیا۔ (پ3، البقرۃ:259)

سو برس گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندگی عطا فرمائی اور فرمایا کہ کتنی مدت یہاں ٹھہرے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم عرصہ۔ ارشاد ہوا:

﴿قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: اللہ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ تو یہاں سو سال ٹھہرا ہے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بدبودار نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو دیکھ (جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ (سب) اس لیے (کیا گیا ہے) تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کہ ہم کیسے انہیں اٹھاتے (زندہ کرتے) ہیں پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ (پ3، البقرۃ:259)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کے سامنے ہی اس گدھے کی بکھری ہڈیوں کو جوڑ کر ان پر گوشت پوست چڑھایا اور اسے

دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ ﴿اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ(۲۵۹)﴾ ترجمہ کنزالعرفان: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(پ3، البقرۃ:259)

یہ واقعہ در حقیقت قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیے جانے کے یقین اور اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر ایک واضح دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، تاکہ ہر دور کا انسان اس سے سبق لے کہ جس ذات نے مردہ ہڈیوں کو دوبارہ زندگی بخشی، وہی ذات قیامت کے دن تمام مخلوق کو دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔

حضرت عزیر علیہ السّلام کا دوسرا تذکرہ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 30 میں ملتا ہے، جہاں یہود کے ایک گمراہ گروہ کے اس باطل عقیدے کا ذکر ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے تھے، جیسے نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں غلو کا شکار تھے۔ قرآن مجید نے اس باطل عقیدے کی سختی سے تردید فرمائی اور اسے ان لوگوں کے منہ کی بے بنیاد باتیں قرار دیا جو پہلے کافروں کے اقوال کی مشابہت رکھتی ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ِابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ یُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ(۳۰)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور یہودیوں نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کی اپنے منہ سے کہی ہوئی بات ہے، یہ پہلے کے کافروں جیسی بات کرتے ہیں۔ اللہ انہیں مارے، کہاں اوندھے جاتے ہیں؟(پ10، التوبۃ:30)

یہ آیت اس بات کی طرف واضح رہنمائی کرتی ہے کہ کسی نبی یا بزرگ ہستی کی محبت و عقیدت میں اس حد تک غلو کرنا کہ اسے الوہیت یا اللہ کی اولاد میں شمار کر لیا جائے، سراسر شرک و کفر ہے۔ حضرت عزیر علیہ السّلام خود اس باطل نظریے سے یکسر بری اور اللہ تعالیٰ کے مقرب و برگزیدہ بندے تھے۔

ان دونوں مقامات پر حضرت عزیر علیہ السّلام کے تذکرے سے امتِ مسلمہ کے لیے دو بنیادی سبق ملتے ہیں:

پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر مکمل یقین رکھنا چاہیے، چاہے عقل کسی امر کی حقیقت کو فوری طور پر سمجھنے سے قاصر ہو، کیونکہ جو ذات مردہ کو زندہ کرنے پر قادر ہے وہی ذات قیامت کے دن دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔

دوسرا یہ کہ انبیا و اولیا کی محبت میں اعتدال ضروری ہے، اور کسی بھی نیک ہستی کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے منافی ہو، شرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے حضرت عزیر علیہ السّلام کا ذکر دو الگ الگ مقامات پر، دو الگ الگ پہلوؤں سے فرما کر امتِ محمدیہ کو عقیدے کی درستگی اور یقینِ آخرت کی مضبوطی کا سبق عطا فرمایا۔

اللہ پاک ہمیں قرآن کریم پڑھ کر درست عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عفو و درگزر کی نبوی تعلیمات

عبد الرحمٰن امجد
(درجہ سابعہ جامعۃُ المدینہ فیضان فاروق اعظم سادھوکی لاہور)

عفو و درگزر (معاف کرنا اور چشم پوشی کرنا) اسلامی اخلاقیات کا وہ روشن ستون ہے جس کے ذریعے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک اجڑے ہوئے اور جنگ زدہ معاشرے کو امن، محبت اور اخوت کا گہوارہ بنا دیا۔ آپ علیہ السّلام کی سیرت طیبہ کا یہ پہلو رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

عفو و درگزر کا لغوی اور اصطلاحی معنی: عفو کے لغوی معنی مٹانے یا چھوڑ دینے کے ہیں، جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد بدلہ لینے کی طاقت رکھنے کے باوجود کسی کی غلطی کو معاف کر دینا ہے۔ درگزر کا مطلب ہے ملامت نہ کرنا اور دل میں میل نہ رکھنا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مخاطب کر کے فرمایا: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ(۱۹۹)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اے حبیب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

(پ9، الاعراف:199)

نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ صرف اس قرآنی حکم پر خود عمل کر کے دکھایا بلکہ اپنی احادیث اور عملی زندگی کے ذریعے امت کو بھی اس کا درس دیا۔

آیئے عفو و درگزر کے متعلق نبوی تعلیمات پڑھیے:

1 عزت میں اضافہ: انسانی نفس یہ سمجھتا ہے کہ معاف کرنے سے انسان کمزور یا بے عزتی کا شکار ہوتا ہے، لیکن رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس جاہلانہ تصور کو رد کرتے ہوئے فرمایا: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ ترجمہ: صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا، اور اللہ تعالیٰ بندے کے معاف کرنے کی وجہ سے اس کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو کوئی اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ اس کا مرتبہ بلند فرما دیتا ہے۔

(مسلم، ص1071، حدیث:6592)

2 جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ ترجمہ: جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں فرماتا۔

(بخاری، 4/531، حدیث:7376)

3 عفو و درگزر کی فضیلت: حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى اَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ ترجمہ: جس شخص نے غصہ پیا باوجود اس کے کہ وہ اسے نافذ کرنے (بدلہ لینے) پر قادر تھا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا یہاں تک کہ اسے اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے چن لے۔ (ابو داؤد، 4/325، حدیث:4777)

4 کتنی دفعہ درگزر کیا جائے؟: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے خادم (یا ماتحت) کو کتنی بار معاف کروں؟ آپ خاموش رہے۔ اس نے دوبارہ پوچھا، تو آپ نے فرمایا: كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً یعنی اسے روزانہ ستر (70) بار معاف (و درگزر) کر دیا کرو۔

(ترمذی، 3/381، حدیث:1956)

عفو و درگزر کی نبوی تعلیمات ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ معاشرتی امن کا قیام انتقام سے نہیں بلکہ درگزر سے ممکن ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں جو تلخی، عدم برداشت اور لڑائی جھگڑے پائے جاتے ہیں، ان کا واحد علاج اس نبوی صفت کو اپنانے میں ہے۔

اللہ ربُّ العزت ہمیں اس صفت کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مطالعۂ حواشی کی اہمیت اور فوائد

سید اسید
(درجہ سادسہ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ کراچی)

مطالعہ ایک ایسا سفر ہے جس میں کبھی تو راستہ ہموار ملتا ہے تو کبھی مشکل، خاص کر جب کسی فنّی کتاب کا مطالعہ کیا جا رہا ہو تو بعض مقامات ایسے آتے ہیں جو فہم سے بالاتر ہونے کے سبب قاری کو کشمکش میں ڈال دیتے ہیں ایسے میں حاشیہ ایک روشن چراغ کی طرح قاری کے لیے اُن تاریک راہوں کو منوّر کر دیتا ہے۔

حاشیہ سے مراد: لغوی اعتبار سے حاشیہ کا لفظ ابتداءً کتاب کے کناروں کے لیے استعمال ہوتا تھا، پھر یہی لفظ ان کناروں پر لکھی جانے والی تحریر کے لیے بولا جانے لگا اور بعد میں یہ تحریری سلسلہ اس قدر بڑھ گیا کہ اسے ایک مستقل تصنیف کی شکل حاصل ہو گئی، جسے "تعلیق" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

(دیکھیے: کشف الظنون، 1/623)

حاشیہ نگاری کا آغاز: حاشیہ نگاری کا آغاز ساتویں صدی ہجری میں ہوا، سب سے پہلے محشی نجم العلماء علی بن محمد بن احمد بن علی (متوفی: 667ھ) ہیں۔ آپ نے ہدایہ کے مشکل مقامات پر فوائد کے نام سے حاشیہ لکھا ہے۔ (امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری، 2/27)

حقیقت یہ ہے کہ حاشیہ استاد کی اس تقریر کی مانند ہے جو سبق کے ساتھ جاری ہو جس طرح استاد کی تقریر غفلت سے سننا علمی استفادہ میں کمی کا باعث بنتا ہے، اسی طرح حاشیے سے صرفِ نظر کرنا بھی قاری کو بہت سے علمی فوائد سے محروم کر سکتا ہے۔ حاشیے کی اس اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اس کے مطالعے سے قاری کو کن علمی فوائد سے بہرہ مند ہونے کا موقع ملتا ہے۔ لہٰذا ذیل میں حاشیہ پڑھنے کے چند فوائد بیان کیے جارہے ہیں ملاحظہ کیجیے:

1 مشکل مقامات کی تسہیل: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عبارت اس قدر دقیق آجاتی ہے کہ قاری کے لیے سمجھنا دشوار ہوتا ہے یہاں حاشیہ اس مشکل مقام کو آسان الفاظ میں سمجھا دیتا ہے۔

2 فہم پر تائید: بہت دفعہ طالب علم متن پڑھ کر خود ایک مفہوم اخذ کرتا ہے، اور جب حاشیہ اسی مفہوم کی تصدیق کرتا ہے تو اس کے فہم پر تائید ہو جاتی ہے، چونکہ متن مختصر اور جامع ہوتا ہے جو بہت سے مفاہیم کو سمیٹے ہوئے ہوتا ہے، اس لیے حاشیہ اس مراد کو واضح کرتا ہے جو مصنف کے پیش نظر ہوتی ہے۔

3 دفعِ اعتراض: بعض مقامات پر عبارت محلِ اعتراض ہوتی ہے، یعنی اس پر کسی زاویے سے اعتراض قائم کیا جاسکتا ہے۔ ایسے میں محشی اس اعتراض کو دفع کر کے متن کا دفاع کرتا ہے، تاکہ متن کی صحت اور معنی پر کوئی حرف نہ آئے۔

4 مصادر و مراجع تک رسائی: محشی کبھی متن میں ذکر کی گئی عبارت کے حوالہ جات پیش کر دیتا ہے، جس سے قاری کو ماخذ و مراجع تک رسائی بآسانی مل جاتی ہے۔

5 تعارفِ شخصیات: بسا اوقات حاشیہ متن میں مذکور کسی شخصیت کا تعارف پیش کرتا ہے، جس کے سبب قاری کو عبارت سمجھنے میں خاصی آسانی ہو جاتی ہے۔

6 تنبیہ اغلاط: بعض دفعہ ماتن سے تسامح واقع ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں حاشیہ قاری کی راہنمائی کرتا ہے اس طرح کہ اسے اس غلطی پر مطلع کر کے درستگی کی راہ دکھا دیتا ہے۔

7 اضافۂ ذخیرۂ الفاظ: حواشی کا مسلسل مطالعہ رفتہ رفتہ طالب علم کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کرتا ہے، یوں وہ نئی اصطلاحات سے بھی آشنا ہوتا چلا جاتا ہے۔

مختصراً بس یہ کہ جس طرح رہنما کے بغیر مسافر راستہ بھٹک سکتا ہے، اسی طرح حاشیے سے بے نیاز قاری بھی علمی مقامات پر ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ لہٰذا متن کے ساتھ حاشیے کا بھی بغور مطالعہ کیا جائے، تاکہ کتاب سے پورا پورا فائدہ حاصل ہو سکے۔

اللہ پاک ہمیں گہرائی سے مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلہ عنوانات برائے فروری 2027ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لیے — مقابلہ نمبر: 91

01 خوف خدا اور قرآنی بشارتیں
02 رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبلغانہ اوصاف
03 ہدایۃ النحو کا تعارف و اسلوب اور نصابی اہمیت

+923103330935

صرف اسلامی بہنوں کے لیے — مقابلہ نمبر: 56

01 انبیائے کرام کی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت
02 مشکلات پیدا مت کیجیے
03 کیا رمضان صرف بھوکے پیاسے رہنے کا نام ہے؟

+923486422931

مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ: 20 نومبر 2026ء

تحریری مقابلہ کے لیے موصول 278 مضامین کے مؤلفین

مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی: شہباز قادر، اللہ بخش، ذاکر حسین عطاری، مزمل احمد، محمد اسد اللہ عطاری، احمد رضا عطاری بن جام محمد، اسد عبد الستار، جواد علی، عبد الحمید عطاری، عبد الرافع، عمران عطاری، فیض احمد، گلزار احمد، محمد ابرار علی حسینی، محمد اسماعیل، محمد ایاز عطّاری، محمد آصف جمیل، محمد سعد، محمد سہیل رضا عطاری، محمد شیر خان، محمد عبد المجید عطاری، محمد عرباض، نذیر احمد عطاری، نوید احمد، خیر بخش عطاری، غلام عباس عطاری، عبد اللہ عطاری، احمد مرتضیٰ عطاری، اظہار السندی، جنید رضا، حافظ محمد زاہد عطاری، حسام رضا، حفیظ الرحمٰن، حماد رضا، ذیشان علی، زوہیر ڈوسانی، سید وقار الدین، شاہ زیب اقبال، شریف اللہ، شعیب احمد، شہزاد احمد، شیر زمان عطّاری، ظفر اللہ، عبد القادر، عبد الاحد، عبد الرحمٰن، عثمان لقمان، علی احسان، علی حسن، علی عثمان، عمیر احمد، غلام مرتضیٰ، غلام نبی، فراز احمد، محسن شبیر، محمد اشفاق، محمد اطہر علی، محمد اعجاز رضوی، محمد انیس حنیف، محمد بلال عطاری، محمد حسن، محمد حمزہ رضا، محمد رفیق تھری، محمد سانول یار عطاری، محمد سعد رضا عطّاری، محمد سلمان رستم، محمد سلمان اسماعیل، محمد شعیب سلیم، محمد طلال عطاری، محمد عادل، محمد عبد اللہ شفیع، محمد عبد اللہ اسلم، محمد فیصل رضا، محمد گوہر عطاری، محمد محبوب، محمد محکم رضا عطاری، محمد نعیم عطاری، محمد ہارون عطاری، وقاص افضل، سید اسید، مستنصر اسماعیل عطّاری، احمد رضا عطاری بن اجمل، نعمت اللہ، نعیم اکرم عطاری، وقار خان، یاسر عطّاری بن گل حسن، یاسر علی بن احمد بخش۔ **جامعۃ المدینہ فیضان فاروق اعظم سادھوکی لاہور:** قاسم علی، وقاص عطّاری بن اللہ نواز، علی رضا، غلام مصطفیٰ، احمد رضا بن محمد شاہد، ارسلان حسن عطاری، حافظ محمد عبد اللہ، علی رضا، محمد قمر شہزاد عطاری، نعیم جمیل، احمد رضا عطّاری بن محمد اکرم، امان اللہ، امیر حمزہ، تجمل حسین، حافظ سید مزمل عطاری، حمن الیاس، خرم شہزاد عطاری، دانش عطاری، زین العابدین، زین ذوالفقار، سمیر احمد، شرافت امین عطاری، طاہر اشرف، ظہیر احمد، عادل علی، عبد الرشید، عبد الرحمٰن امجد، عثمان رؤف، علی اکبر، علی حمزہ، علی حیدر عطاری، عمران رضا، عون محمد، غلام عطار، فاحد علی عطاری، مبشر حسین عطاری، مبشر مقبول، محمد احسان، محمد احمد رضا بن عید محمد، محمد ارسلان، محمد اویس اسلم، محمد آصف، محمد بلال اسلم عطاری، محمد توقیر حسین، محمد شاہ زیب سلیم عطاری، محمد شعبان بن عبد الغفور، محمد قمر شہزاد عطاری، محمد کاشف، محمد ناصر، وقاص باروی، ہارون فاروق عطاری، وقار حسین عطّاری۔ **جامعۃ المدینہ فیضان عثمان غنی کراچی:** ابو صَفی محمد علی، بلال عطاری، حسن رضا، ریاض احمد، صدام حسین، علی عباس، فواد اسلم، محمد احتشام، محمد اسلم، محمد اکمل، محمد الیاس، محمد امین، محمّد حذیفہ، محمد خزیمہ مغل عطاری، محمد علی، محمد لعل، محمد نعیم رضا بن محمد اکرم، نصر اللہ، نعیم بن نذر حسین، ہدایت اللہ، وقار احمد، ابو صدیق محمد رفیق عطاری، احمد رضا بن کامران، احمد رضا بن مقبول حسین، احمد رضا ملتانی، احمد رضا بن محمد علی، حافظ محمد شعبان عطاری، حسن رضا مغل، حمزہ عباسی، دلبر علی، ریاض احمد، ریان رضا، ریحان رضا، سید اویس، سید فضیل احمد، عبد الرشید، عبد الحفیظ، عدنان علی، علی اکبر، عمر فاروق گھانچی، غلام فرید، فراز عزیز پنہور، فہیم احمد، محبوب عالم رضوی، محمد احتشام، محمد اسلام، محمد اویس شبیر، محمد آفتاب، محمد تعظیم سانول، محمد ثاقب، محمد حسان رضا، محمد حسنین معروف، محمد زبیر ظہور، محمد زین رضا، محمد سعد علی، محمد طلحہ، محمد عدنان اویسی عطاری، محمد عرفان عطاری، محمد علی مبشر، محمد فضیل رضا، محمد فیض، محمد کیف عطّاری، محمد مبشر، محمد نعمان، محمد نوریز، ملک احسان، فیضان رضا۔ **جامعۃُ المدینہ ٹاؤن شپ لاہور:** جواد نیک، محمد حسان ندیم، محمد ریحان، حافظ سخاوت، حافظ محمد ہارون، عبد الباسط، علی احمد، فیضان علی نوری، محمد احمد بن احسان علی، محمد حسنین امداد، محمد حسیب، محمد حمزہ رضا عطاری، محمد شہزاد عطاری، محمد مومن خان، محمد یوسف۔ **جامعۃُ المدینہ فیضان بغداد کراچی:** امیر بخش، محمد سمیع عطاری، محمد عاطف، محمد عرفان ابراہیم، جامی رضا، حافظ محمد حسین، سید زوہیب علی، سید محمد عزیر، عاقب علی، ارمان، فہد ممتاز عطاری، وقاص، وسیم عباس عطاری، وقار احمد، اقرار احمد، آفتاب احمد، پیر محمد، سید دائم علی جیلانی، عبد الخالق، عبد الرؤف، عبد اللہ خان، علی رضا عطاری، محمد رضوان عطاری، محمد عمر بن عبد العزیز، محمد فضیل ساگر، محمد ہلال رضا عطّاری، ندیم احمد۔ **جامعۃُ المدینہ ڈیفنس لاہور:** محمد احمد عطّاری، محمد حمدان، محمود علی عطاری، حافظ محمد بلال عطّاری، حامد علی، علی حمزہ عطاری، علی حیدر عطاری، محمد حارث منیر، محمد دانیال۔ **مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ حیدر آباد:** محمد حیات حسین عطّاری، شاہ زیب۔ **جامعۃُ المدینہ فیضان مشتاق کراچی:** امتیاز علی، نور محمد عطّاری۔ **مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ جوہر ٹاؤن لاہور:** حاجی محمد فیضان، محمد اسامہ عطاری۔ **مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ بہاولنگر:** محمد حنظلہ عطّاری، امیر حمزہ عطاری۔ **متفرق جامعات و شہر:** دانیال سہیل عطاری (جامعۃُ المدینہ جنڈانک)، سید محمد روحیل شاہ قادری (لاہور)، محمد شہریار ظفر (جامعۃُ المدینہ فیضان امام اعظم گوجر خان)، عبد الرحمٰن عطاری (جامعۃُ المدینہ چوہنگ لاہور)، محمد ساجد (جامعۃُ المدینہ کہروڑ پکا)، حافظ محمد سجّاد عطاری (جامعۃُ المدینہ جمال مصطفیٰ دروغہ والا لاہور)، محمد لیاقت علی قادری رضوی مدنی (مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ گجرات)۔

ان مؤلفین کے مضامین دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ https://news.dawateislami.net/ پر یکم دسمبر 2026ء تک اپلوڈ کر دیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ



بچوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ

بچوں کے لیے پیاری حدیث

اللہ سے محبت کرو

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کے پیارے اور آخری نبی محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَحِبُّوا اللّٰہَ یعنی اللہ پاک سے محبت کرو۔

(ترمذی، 5/434، حدیث:3814)

پیارے بچو! اس خوبصورت حدیث میں ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں سکھا رہے ہیں کہ ہمیں اپنے سچے رب سے دل سے محبت کرنی چاہیے۔

غور تو کیجیے! ہم اپنے پیارے اللہ سے محبت کیوں نہ کریں؟ اللہ پاک ہمارا خالق، اور ہمارا مالک ہے، ہم اس کے بندے ہیں، اسی نے ہمیں پیدا کیا، دنیا میں بھیجا، ہمیں کوئی معمولی جانور نہیں بنایا، بلکہ سب سے خوبصورت شکل والا انسان بنایا۔ دیکھنے کے لیے آنکھیں، سننے کے لیے کان، چلنے پھرنے کے لیے پاؤں، ہمیں عقل اور سمجھ دی، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت دی جس کے ذریعے ہم اچھے برے کی پہچان کرتے ہیں اور دیگر ہزار طرح کی جسمانی نعمتیں عطا کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان بنانے کے ساتھ ساتھ مسلمان بنایا، اپنے پیارے نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت میں شامل کیا۔

تو ہم اللہ پاک سے محبت کیوں نہ کریں کہ جس نے ہمارے لیے چاند، سورج، ستارے، پہاڑ، درخت، دریا، سمندر، کھیت، فصلیں، پھل، میوے اور نجانے کیسی کیسی نعمتیں پیدا فرمائیں اور ہم دن رات ان نعمتوں سے فائدے اٹھاتے ہیں۔ قرآن پاک کی بہت سی آیات میں ان نعمتوں کا ذکر موجود ہے۔

پیارے بچو! باقی ساری نعمتیں تو ایک طرف، ہم صرف ایک نعمت "گندم" کو ہی دیکھیں تو حیران رہ جاتے ہیں کہ اللہ پاک نے ایک چھوٹے سے دانے سے ہمارے لیے کتنی بڑی نعمت پیدا کی اور کیسے پیدا کی، چنانچہ بہت بڑے عالمِ دین امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں کہ گندم کے ایک دانے کو اگانے کے لیے اللہ پاک نے کتنا بڑا انظام چلایا ہے۔ اس دانے کو مٹی میں بویا جاتا ہے، ہوا کو چلانے کے لیے اللہ ہواؤں کو حکم دیتا ہے، مٹی کو گرم رکھنے کے لیے سورج کو حکم دیتا ہے اور موسموں کو بدلتا ہے، پھر بادلوں کو پانی سے بھاری کر کے ہوا کے ذریعے دور دراز علاقوں تک پہنچاتا ہے اور بوند بوند کر کے بارش برساتا ہے تاکہ بستیاں غرق نہ ہوں، پہاڑوں میں پانی ذخیرہ کرتا ہے جو آہستہ آہستہ چشموں کی صورت میں نکلتا ہے، اللہ کے حکم سے رات کو چاند کی ٹھنڈی روشنی پھلوں کو پکاتی اور رنگین کرتی

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ہے۔(دیکھیے: احیاء علوم الدین، 4/ 142، 143)

عزیز بچو! سوچیں، گندم کے ایک دانے کے لیے زمین، ہوا، بادل، بارش، سورج اور چاند سب مل کر کام کر رہے ہیں! ہمارے اوپر یہ اللہ پاک کا کتنا بڑا احسان ہے۔

ہم ہر وقت سانس لیتے ہیں، یہ قیمتی آکسیجن جو کہ اسپتالوں میں مریضوں کو ہزاروں، لاکھوں روپے خرچ کرنے پر ملتی ہے لیکن ہمیں درختوں کے ذریعے ہوا میں بالکل مفت ملتی ہے۔

ہم ایسے کرم والے رب سے محبت کیوں نہ کریں جس نے ہمارے پینے کے لیے صاف اور ٹھنڈا پانی رکھا، کھانے کے لیے مزیدار اور مختلف قسم کے کھانے بنائے، پہننے کے لیے خوبصورت کپڑے اور رہنے کے لیے پیارا گھر دیا، یہ گھر ہمیں سردی، گرمی اور بارش سے بچاتا ہے، ہمیں پیار کرنے والے امی ابو اور بہن بھائی دیے جو ہر وقت ہمارا خیال رکھتے ہیں۔

اچھے بچو! جس اللہ پاک نے ہمارے اوپر نعمتوں کی اتنی موسلا دھار بارش برسائی ہے ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ ہم اپنے پیارے رب سے دل و جان سے محبت کریں، اللہ اور رسول کو راضی کرنے والے کام کریں۔

ہمیں اپنے اچھے اعمال سے ثابت کرنا ہو گا کہ ہم اللہ سے سچی محبت کرتے ہیں: پانچ وقت کی نماز ادا کر کے اللہ پاک سے محبت کا ثبوت دیں، روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کریں، اپنے امی ابو کی بات مانیں اور ان کا ادب و احترام کریں، غریب اور ضرورت مند بچوں کی مدد کریں، کسی بھوکے کو کھانا کھلائیں، یہ سب محبتِ الٰہی کی نشانیاں ہیں۔ اسی طرح اللہ کی نافرمانیوں سے بچنا اور دیگر گناہ والے کاموں سے بچنا بھی محبتِ الٰہی کی نشانی ہے۔

جب ہم یہ اچھے کام کریں گے اور برے کاموں سے بچیں گے تو ہمارا پیارا اللہ ہم سے راضی ہو گا اور ہمیں دنیا اور آخرت میں بہت بڑا انعام دے گا۔ اِن شآءَ اللہ

اللہ پاک ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جواب دیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ ستمبر 2026ء کے سلسلہ "جواب دیجیے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: 1 بنتِ دین محمد (قصور) 2 اُمِّ حفیفہ (کراچی) 3 محمد فرحان (حیدرآباد)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

درست جوابات

1 جنگ یمامہ میں 2 حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ۔

درست جواب بھیجنے والوں کے منتخب نام

بنتِ سلطان (ملتان) بنتِ شوکت علی (نارووال) بنتِ تنویر حسین (معراجکے، سیالکوٹ) احمد علی (فیصل آباد) بنتِ ممتاز علی (جھڈو، سندھ) محمد اسماعیل (کراچی) بنتِ محمد نصیب (جڑانوالہ) محمد تسلیم عطّاری (مریدکے، شیخوپورہ) بنتِ محمد اسماعیل (لاہور) بنتِ غلام مجتبیٰ (دادو، سندھ) حسنین (یزمان، بہاولپور) محمد زین (کراچی)۔

جملے تلاش کیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ ستمبر 2026ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجیے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: 1 بنتِ محمد اسلم (کامونکی) 2 فیضان (قصور) 3 بنتِ محمد اعظم (حافظ آباد)۔

درست جوابات

1 راز کی حفاظت کیجیے، ص54 2 مکار بڈھا، ص59 3 حروف ملایئے، ص57 4 باغ کے پھلوں کی درست مقدار بتا دی، ص55 5 مکار بڈھا، ص59۔

درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام

عبد اللہ (کراچی) احمد اسد (فیصل آباد) بنتِ ندیم (نارووال) بنتِ امین (پاک پتن) بنتِ امتیاز (لاہور) بنتِ مزمل حسین (قصور) محمد زاہد علی (لاہور) بنتِ صبیح رضا (کراچی) بنتِ شوکت علی (نارووال) بنتِ نور حسین (ملتان) رمضان (کراچی) بنتِ عدنان (کراچی)۔



آخری نبی کا پیارا معجزہ

انگلیاں روشن ہوگئیں

مولانا سید عمران اختر عطاری مَدَنی*

پیارے بچو! ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات میں اللہ پاک کی قدرت کی نشانیاں بھی نظر آتی ہیں، اللہ پاک کی طرف سے آپ کی حفاظت کا خداوندی اہتمام بھی پتا چلتا ہے اور رسولِ اکرم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حکمت و رحمت بھی معلوم ہوتی ہے۔ آج ایسا ہی ایک ایمان افروز واقعہ پڑھتے ہیں جس میں رات کی تاریکی میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سواری سے گرنے والے سامان کی بآسانی تلاش کے لیے ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی معجزانہ شان سے صحابیِ رسول کی انگلیاں روشن ہوگئیں۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ

ایک مرتبہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دُور کہیں سے سفر کرتے ہوئے صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ شریف آرہے تھے۔ راستے میں دشمن منافقین نے پروگرام بنایا کہ اس راستے میں تھوڑا سا راستہ ایسا بھی ہے جو اونچائی پر بھی ہے اور کافی پتلا بھی، وہاں رات کے اندھیرے میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس اونٹنی کو چھیڑ کر پریشان کریں گے جس پر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سوار ہونگے تاکہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پہاڑ سے نیچے گر جائیں (مَعاذَ اللہ)۔ اللہ پاک نے ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ان منافقوں کے پلان کا بتا دیا تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے باقی سارے لوگوں کو پہاڑ کے نیچے والے محفوظ آسان اور کھلے راستے سے جانے کا فرمایا اور خود حضرت عمار بن یاسر اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہُ عنہما کے ساتھ پہاڑی کے تنگ راستے سے روانہ ہوئے۔

دشمن تھوڑا دُور رہ کر حضورِ اکرم کا پیچھا کرنے لگے پھر ایک جگہ انہوں نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو گھیرنے کی کوشش کی اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اونٹنی کو بھی چھیڑا تاکہ وہ تیز چلے اور اپنے جسم کو جھٹکے دے کر سوار کو گرا دے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سواری سے کچھ سامان گر گیا، حضرت حذیفہ رضی اللہُ عنہ منافقوں کو وہاں سے دُھتکارنے اور ان کی سواریوں کے چہروں پر مارنے لگے دوسری طرف رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی بلند آواز سے ان پر غصے اور ناراضی کا اظہار فرما رہے تھے جس سے انہیں اندازہ ہو گیا کہ ہمارا پلان رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو معلوم ہو چکا ہے لہٰذا وہ تیزی سے نیچے کی طرف بھاگ گئے اور دوسرے لوگوں میں شامل ہو گئے۔

اسی دوران حضرت حمزہ بن عَمرو اسلمی رضی اللہُ عنہ بھی وہاں حضورِ اکرم سے آملے تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سواری سے گرنے والے سامان کو جمع کرنا چاہا تو میری پانچوں انگلیاں روشن ہو گئیں جن کی روشنی میں میں نے کوڑا، رسی اور جو سامان بھی گر گیا تھا ڈھونڈ کر جمع کر لیا۔

(دیکھیے: سبل الھدی والرشاد، 5/466- سیرۃ الحلبیہ، 3/201)

پیارے بچو! حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہُ عنہ کی پانچوں

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

انگلیوں کا روشن ہو جانا ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ اس واقعے سے ہمیں بہت سی اچھی باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں:

- اللہ پاک اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حفاظت فرماتا ہے۔ منافقوں نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نقصان پہنچانے کا منصوبہ بنایا، مگر اللہ پاک نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ان کا منصوبہ بتا دیا، اللہ کی عطا سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو غیب کی باتیں معلوم ہوتی تھیں۔
- مشکل وقت میں گھبرانے کے بجائے خود پر قابو رکھنا چاہیے اور حکمتِ عملی سے مشکل کا سامنا کرنا چاہیے۔
- احتیاط سے کام لیتے ہوئے تدبیر اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں۔
- اچھا راہنما صرف اپنی ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کی حفاظت کا بھی انتظام کرتا اور ان کے لیے آسانیاں کرتا ہے۔
- اپنے بڑوں کی خدمت کرنا اور ان کی چیزوں کی حفاظت کرنا سعادت مندوں کا کام ہے۔
- اگر کسی کی طرف سے تکلیف پہنچنے کا ڈر ہو تو بہت محتاط رہنا چاہیے اور اپنی حفاظت کے لیے ہجوم کا سہارا لینے نہ لینے میں حکمت و دانائی سے کام لینا چاہیے، کبھی ہجوم خطروں سے بچاتا ہے اور کبھی ہجوم میں خطرہ بڑھ جاتا ہے۔
- مصیبت میں دوسروں کے کام آنا بڑی نیکی ہے۔
- ہمیں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت سے حکمت اپنانا اور وقت کے مطابق صحیح فیصلہ کرنا سیکھنا چاہیے۔
- استعمال کی ضروری چیزیں بظاہر کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہوں ضرورت کے وقت بہت کام آتی ہیں لہٰذا ان کی قدر اور حفاظت کرنی چاہیے اور اگر وہ اِدھر اُدھر ہو جائیں تو انہیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

جملے تلاش کیجیے! پیارے بچو! نیچے لکھے جملوں کو مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے۔

1 ہمیں اللہ پاک کی تقسیم پر راضی رہنا چاہیے۔ 2 اپنے امی ابو کی بات مانیں اور ان کا ادب واحترام کریں۔ 3 مصیبت میں دوسروں کے کام آنا بڑی نیکی ہے۔ 4 سلام کرنے سے دلوں میں محبت بڑھتی اور دوریاں کم ہوتی ہیں۔ 5 بچے کے احساس کو غلط ثابت کرنے سے پہلے اسے سمجھنا ضروری ہے۔

◂ کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ ◂ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی "مجلس تقسیم رسائل" کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

جواب دیجیے

(ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں، تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے)

سوال 01: وہ کون سے صحابی ہیں جنہوں نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے کندھوں پر سوار فرمایا؟

سوال 02: ہجرت نبوی کے دوران رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور کون کون سی ہستیاں تھیں؟

◂ کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ ◂ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی "مجلس تقسیم رسائل" کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

حروف ملائیے!

ح	غ	ؤ	ت	ب	ح	م	ھ	ة
خ	ر	ت	ے	ل	چ	پ	و	ئ
ل	چ	ں	ی	ت	م	ح	ر	م
ش	ت	ب	ک	ی	ن	د	س	ح
ن	ک	ق	ز	ی	م	ا	ل	س
ط	ب	ن	ا	ر	ب	ژ	ف	ہ
د	ر	ض	ح	ڈ	ص	ث	ب	غ
ل	ک	چ	ح	ذ	ل	ہ	پ	ص

پیارے بچو! سلام کرنا ہمارے پیارے نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خوبصورت سنت ہے۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسلمانوں کو آپس میں سلام کو عام کرنے کی ترغیب دی ہے۔ سلام کرنے سے دلوں میں محبت بڑھتی اور دوریاں کم ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنے دوستوں، رشتہ داروں، اساتذہ اور بڑوں سب سے سلام میں پہل کرنی چاہیے۔ سلام میں پہل کرنے سے تکبُّر ختم ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: پہلے سلام کرنے والا تکبُّر سے بَری (آزاد) ہے۔ (شعب الایمان، 6/433، حدیث:8786) سلام کرنے والے پر 90 رحمتیں اور جواب دینے والے پر 10 رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ (کیمیائے سعادت، 1/394) جو ہمیں سلام کرے، ہمیں اس سے بہتر یا کم از کم ویسا ہی جواب دینا چاہیے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے سے 10 نیکیاں ملتی ہیں۔ ساتھ میں وَرَحْمَۃُ اللہ بھی کہیں گے تو 20 نیکیاں ہو جائیں گی اور وَبَرَکَاتُہٗ، شامل کریں گے تو 30 نیکیاں ہو جائیں گی۔ (ابو داؤد، 4/449، حدیث:5195) پیارے بچو! آج سے نیت کیجیے کہ ہم ہر مسلمان سے محبت کے ساتھ سلام کریں گے اور اس خوبصورت سنت کو زندہ رکھیں گے۔

آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "نیک" تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔ تلاش کیے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: ❶ محبت ❷ رحمتیں ❸ تکبر ❹ پہل ❺ سلام۔

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لیے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 نومبر 2026ء)

نام مع ولدیت:_____ عمر:____ مکمل پتا:_____

موبائل/واٹس ایپ نمبر:_____ (1) مضمون کا نام:_____ صفحہ نمبر:_____

(2) مضمون کا نام:_____ صفحہ نمبر:_____ (3) مضمون کا نام:_____ صفحہ نمبر:_____

(4) مضمون کا نام:_____ صفحہ نمبر:_____ (5) مضمون کا نام:_____ صفحہ نمبر:_____

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جنوری 2027ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھیے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 نومبر 2026ء)

جواب 1:_____ جواب 2:_____

نام:_____ ولدیت:_____ موبائل/واٹس ایپ نمبر:_____

مکمل پتا:_____

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جنوری 2027ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ



بچوں کے سوالات کو سنجیدگی سے لیجیے

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

بچوں کی جسمانی پرورش کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی، اخلاقی اور دینی تربیت بھی والدین کی اہم ذمہ داری ہے۔ بچوں کی تربیت میں ایک ایسا پہلو ہے جسے اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، اور وہ ہے بچوں کے سوالات کو سنجیدگی سے لینا۔

بعض والدین بچوں کے سوالات کو فضول سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں، انہیں ڈانٹ دیتے ہیں یا یہ کہہ کر خاموش کروا دیتے ہیں کہ ”زیادہ سوال نہ کرو۔“ اس طرزِ عمل سے بچہ آہستہ آہستہ سوال کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ پھر وہ اپنے سوالوں کے جواب کہیں اور تلاش کرتا ہے، جہاں ہر جواب درست اور محفوظ ہو، یہ ضروری نہیں۔

اگر والدین محبت، تحمل اور توجہ کے ساتھ بچوں کی بات سنیں، ان کے سوالات کے جوابات ان کی عمر کے مطابق آسان الفاظ میں دیں، یا اگر جواب معلوم نہ ہو تو کسی معتبر ذریعے سے معلوم کر کے انہیں بتائیں، تو بچے کا اعتماد اپنے والدین پر بڑھتا ہے۔ وہ ہر اہم معاملے میں سب سے پہلے اپنے ماں باپ کی طرف رجوع کرتا ہے، اور یہی مضبوط تعلق اس کی بہترین تربیت کی بنیاد بنتا ہے۔

اس مضمون میں بچوں کے سوالات کے تعلق سے والدین کی توجہ چند باتوں کی طرف مبذول کروائی جا رہی ہے تاکہ والدین ان پر عمل کر کے بچوں کی تربیت کا سامان کر سکیں۔

بچے کے سوال کا مذاق نہ اڑائیں

بعض بچے بہت معصوم یا عجیب سوال پوچھتے ہیں جس پر گھر کے بڑے ہنس پڑتے ہیں، بہن بھائی مذاق بناتے ہیں اور بچہ شرمندہ ہو جاتا ہے۔

والدین کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ بچے کے سوال کو خاندان کی محفل میں مذاق کا موضوع نہ بنایا جائے۔ کیونکہ آج جس سوال پر آپ ہنسے ہیں، ممکن ہے کل جب اسے کوئی سنجیدہ مسئلہ درپیش ہو تو وہ آپ سے پوچھنے کے بجائے خاموش رہنا پسند کرے اور یہ بچے کی تربیت میں نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

کبھی بچے کا سوال دراصل شکایت ہوتا ہے

بچے کبھی کبھی اپنی شکایت سیدھے انداز میں بیان نہیں کرتے بلکہ وہ سوال کی شکل میں اپنے دل کی بات کہتے ہیں۔

مثلاً: ”آپ بھائی کو مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں؟“ اس سوال کا جواب فوراً یہ نہیں ہونا چاہیے: ”فضول باتیں نہ کرو!“ بلکہ والدین کو سوچنا چاہیے کہ بچے کو ایسا محسوس کیوں ہوا؟ کیا واقعی دونوں بچوں کے ساتھ رویے میں کوئی فرق ہے؟ کیا ایک بچے کی ضروریات پوری کرتے ہوئے دوسرے بچے کو نظر انداز کیا جا رہا ہے؟ کیا بار بار کسی ایک بچے کی تعریف اور دوسرے پر تنقید ہو رہی ہے؟ الغرض بچے کے احساس کو غلط ثابت کرنے سے پہلے اسے سمجھنا ضروری ہے۔

یہاں والدین یوں کہہ سکتے ہیں: ”نہیں بیٹا! ہم دونوں سے محبت کرتے ہیں۔ اگر تمہیں کبھی ایسا محسوس ہوا ہے تو ہمیں بتاؤ، تاکہ ہم تمہارے اس احساس کو دور کر سکیں۔“ یہ جواب بچے کے دل میں اعتماد پیدا کرے گا۔

بچوں کے سوالات میں ان کی تربیت کے مواقع تلاش کریں

بچوں کے سوالات کو نظر انداز کرنے کے بجائے ان کے ہر سوال کو تربیت کا ایک موقع بنایا جا سکتا ہے۔

مثلاً والدین میں سے کسی نے بطورِ مدد کسی کو کچھ پیسے دیے تو بچہ پوچھتا ہے: ”ابو! آپ نے اس شخص کو پیسے کیوں دیے؟“ یہاں

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

والدین صرف یہ نہ کہیں: ”کیونکہ وہ ضرورت مند ہے۔“ بلکہ اسے سمجھایا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں جو نعمتیں دی ہیں، ان میں دوسروں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ اگر کسی ضرورت مند کی مدد کی جائے تو اس سے ہمارے اندر رحم، شکر اور انسانیت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کی ضرورت پوری کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے، نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا رہتا ہے، اللہ اس کی حاجت پوری کرتا رہتا ہے۔ (مسلم، ص1069، حدیث:6578)

اسی طرح بچے کو اگر کسی کا مذاق اُڑانے سے روکا جائے تو وہ بعض اوقات پوچھتا ہے کہ: ”ہمیں کسی کا مذاق کیوں نہیں اڑانا چاہیے؟“ یہ ایک بہترین موقع ہے کہ اسے بتایا جائے کہ ہر انسان کی عزت ہوتی ہے، کسی کی شکل، لباس، رنگ، زبان، غربت یا کسی کمزوری کو مذاق کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔ یوں ایک معمولی سا سوال اخلاقی تربیت کا سبق بن جاتا ہے۔

جب بچہ پوچھے: ”ہم اتنے امیر کیوں نہیں؟“ یہ سوال عام طور پر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب بچے اپنے اردگرد دوسروں کو مہنگے موبائل، بڑے گھر، اچھی گاڑیاں یا قیمتی کھلونے استعمال کرتے دیکھتے ہیں۔ والدین کو ایسے سوال پر شرمندہ ہونے یا بچے کو ڈانٹنے کے بجائے اسے بہتر انداز میں سمجھانا چاہیے۔ اسے بتایا جاسکتا ہے کہ ہر بندے کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ کسی کے پاس ایک چیز زیادہ ہے تو کسی کے پاس دوسری۔ اور یہ اللہ پاک کی تقسیم ہے۔ ہمیں اللہ پاک کی تقسیم پر راضی رہنا چاہیے۔ اللہ کی تقسیم پر راضی رہنا برکت کا سبب اور راضی نہ ہونا بے برکتی کا سبب ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جو کچھ عطا کرتا ہے اُس کے ذریعے اپنے بندے کو آزماتا ہے، پس جو اُس پر راضی ہو جاتا ہے جو اللہ نے اُس کے لیے حصہ مقرر فرمایا تو اللہ اُس حصے میں اپنے اُس بندے کے لیے برکت دیتا ہے، اور اُس میں وسعت دیتا ہے، اور جو کوئی راضی نہیں ہوتا اُس کے لیے برکت نہیں دی جاتی۔

(مسند احمد، 33/403، حدیث:20279)

حساس سوالات پر والدین کا رویہ بہت اہم ہے

ایک خاص عمر کے بعد بچوں کے سوالات زیادہ حساس ہو سکتے ہیں۔ وہ جسمانی تبدیلیوں، بلوغت، شادی، پیدائش، مرد و عورت، موت، بیماری اور معاشرتی مسائل کے بارے میں سوال کر سکتے ہیں۔ یہ وہ مرحلہ ہے جہاں والدین کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے۔

اگر والدین ہر سوال پر غصہ کریں گے تو بچہ خاموش تو ہو سکتا ہے، لیکن اس کی جستجو ختم نہیں ہو گی۔ وہ معلومات کہیں نہ کہیں سے حاصل کرے گا۔ آج کے دور میں موبائل اور انٹرنیٹ تک رسائی نے یہ مسئلہ مزید اہم بنا دیا ہے۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ بچے کی عمر اور ذہنی سطح کے مطابق درست، محفوظ، باوقار اور مناسب معلومات خود فراہم کریں۔

اگر کوئی بات ابھی تفصیل سے بتانا مناسب نہ ہو تو اسے ڈانٹنے کے بجائے کہا جاسکتا ہے: ”یہ ایک اہم موضوع ہے۔ میں تمہیں اس کے بارے میں تمہاری عمر کے مطابق سمجھاتا ہوں، اور جو بات ابھی تفصیل سے سمجھنا ضروری نہیں اسے بعد میں سمجھیں گے۔“

والدین کے عمل میں تضاد پر سوال

بعض اوقات بچہ والدین کے عمل میں تضاد دیکھتا ہے تو وہ اس پر سوال کرتا ہے۔ مثلاً

”جب جھوٹ بری بات ہے تو آپ نے جھوٹ کیوں بولا؟“

”آپ کہتے ہیں غصہ نہیں کرنا چاہیے، پھر آپ خود غصہ کیوں کرتے ہیں؟“

”آپ کہتے ہیں موبائل کم استعمال کرو، لیکن آپ خود ہر وقت موبائل کیوں استعمال کرتے ہیں؟“

”آپ کہتے ہیں وقت کی پابندی کرو، پھر آپ خود دیر سے کیوں آتے ہیں؟“

اس طرح کے سوالات کو سنجیدہ لیتے ہوئے والدین کو اپنے عمل کا دفاع کرنے کے بجائے اگر واقعی غلطی ہوئی ہے تو اسے تسلیم کرنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ یہاں یہ کہنا چاہیے کہ ”ہاں، مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، ان شآءَ اللہ الکریم میں اپنے رویے کو بہتر کرنے کی کوشش کروں گا۔“ یہ جملہ بھی بچے کی تربیت کا حصہ بن سکتا ہے۔

اللہ پاک ہمیں اپنے بچوں کی اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین









بیٹیوں کی تربیت

بیٹیوں کو گھرداری سکھائیں

اُمِّ میلاد عطّاریہ*

گھر کا نظام چلانے کے لیے وسائل کی فراہمی مرد کی ذمہ داری ہے تو ان وسائل کے ذریعے گھر کے معاملات کو منظم انداز میں ترتیب دینا عورت پر منحصر ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ابھی سے اپنی بیٹیوں کی اسی طرز پر تربیت کریں کہ وہ آئندہ جس گھر کی بھی رونق بنیں تو اپنی اخلاقی اور شرعی ذمہ داری کو خوش اسلوبی اور خود اعتمادی کے ساتھ انجام دے سکیں۔

اور اس ذمہ داری کو بخوبی نبھانے میں جو چیز بہت اہمیت کی حامل ہے وہ ہے ”روزمرہ امور کی منظم طور پر انجام دہی۔“

جو عورت اپنے روزمرہ کاموں کو جتنا منظم انداز سے چلانا جانتی ہو گی اس کا گھر اتنا ہی نکھرا ہوا، سنورا ہوا اور پُرسکون ہو گا۔

لہٰذا ایک ماں کو چاہیے کہ وہ بیٹا اور بیٹی دونوں کو بچپن ہی سے گھر کے چھوٹے موٹے کاموں کی عادت ڈلوائے مثلاً چیزیں ترتیب سے رکھیں، اپنی الماریاں صاف رکھیں، اپنے جوتے کپڑے ترتیب سے رکھیں، چائے، لسی، شربت وغیرہ بنانا سیکھیں، چھوٹی بچیوں سے تھوڑے بہت برتن دھلوانا، ہلکی پھلکی جھاڑو لگوانا، چھوٹے موٹے کپڑے جیسے ٹوپی، موزے، رومال، اسکاف وغیرہ دھلوانا۔

سبزی بناتے ہوئے انہیں ساتھ بٹھانا چاہیے تاکہ پالک، بھنڈی وغیرہ صاف کرنے اور کاٹنے کی عادت پڑے، لہسن، ادرک چھیلنا، پیسنا آئے۔

اور جب لڑکیاں 14، 15 سال کی ہو جائیں تو بس انہیں کھانا پکانا سکھانا شروع کر دینا چاہیے۔

یہی عمر ہوتی ہے جس میں ہر نیا کام کرنے اور سیکھنے کی دھن ہوتی ہے۔ بچیوں کو پیار محبت سے سمجھانا چاہیے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی لاڈلی بیٹی شہزادیِ کونین بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے گھر کے کام کاج خود کیا کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر کے کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا، جھاڑو پوچا وغیرہ کوئی عزت گھٹانے والے کام نہیں ہیں، بلکہ یہ تو شہزادیِ کونین کا مبارک طریقہ ہے اور اگر آپ ان کے طریقے پر عمل کی نیت سے یہ کام کریں گی تو ثواب کی بھی حقدار ہوں گی۔

گھر کو بغیر کسی ذہنی دباؤ کے بآسانی صاف اور منظم رکھنے کے لیے بچیوں کو درج ذیل چھوٹی چھوٹی عادتوں کو مستقل اپنانے کا ذہن دیا جائے۔

1 صبح اٹھتے ہی سب سے پہلے اپنا بستر درست کر لیں۔ یقین کیجیے کہ دو منٹ کے اس معمولی کام کی بدولت آپ کا کمرہ 80 فیصد صاف ستھرا منظر پیش کرنے لگتا ہے۔ جبکہ بکھرا بستر، پورے کمرے کی بے ترتیبی کی علامت بن جاتا ہے۔

ہمارے شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے ہمیں جو 63 نیک اعمال کا رسالہ دیا گیا ہے اس میں ایک نیک عمل یہ بھی ہے۔

کیا آپ صفائی ستھرائی کے عادی اور سلیقہ مند ہیں؟

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

2 صفائی کو ٹالتے رہنے سے گندگی جمع ہو جاتی ہے اس لیے چھوٹے چھوٹے کام فوری کرنا مثلاً باتھ روم یا باورچی خانے کی سنک استعمال کرتے ہی اسے صاف کر لیں۔ ورنہ پانی اور صابن کے دھبے خشک ہو کر جم جاتے ہیں۔

3 ہر چیز کے لیے ایک مخصوص جگہ بنانا تاکہ اشیاء بکھری نہ رہیں مثلاً میلے کپڑوں کو زمین یا کرسی وغیرہ پر ڈالنے کی بجائے فوری طور پر لانڈری کی ٹوکری میں ڈالیں۔

4 غیر ضروری چیزوں کو جمع کرنے سے بچنا اور باقاعدگی سے اشیاء کو الگ کرنا۔ ایک اندر ایک باہر کا اصول اپنائیں مثلاً نیا لباس، نیا جوتا یا نیا برتن خریدتے ہی اب پرانی چیز کسی ضرورت مند کو دے دیں یا ری سائیکل کر دیں اس طرح گھر میں غیر ضروری اشیا کی تعداد نہیں بڑھتی۔ اس کے لیے گھر کے ایک کونے میں ایک ڈبہ رکھیں جہاں آپ وہ چیزیں ڈالتی جائیں جو اب استعمال میں نہیں آتیں جب ڈبہ بھر جائے تو اسے کسی ضرورت مند کو دے دیں یہ عادت گھر کو منظم رکھنے میں بہت مددگار ہوتی ہے۔

5 اگر صرف باورچی خانے، باتھ روم اور صحن کو منظم کر لیا جائے تو پورا گھر منظم نظر آنے لگتا ہے۔ اس لیے صحن، باورچی خانے اور گھر کے داخلی راستے جہاں گرد و غبار جمع ہوتا رہتا ہے، روزانہ ایک سے دو بار جھاڑو لگا لینے سے انہیں کم محنت کے ساتھ کافی حد تک صاف رکھا جا سکتا ہے۔

اسی طرح ضروری ہے کہ کچن میں کھانا پکاتے ہوئے صفائی کو بھی ساتھ ساتھ چلایا جائے مثلاً جب سبزیاں ابل رہی ہوں یا سالن پک رہا ہو ان چند منٹوں میں استعمال شدہ برتن دھو لیے جائیں، کاؤنٹر صاف کر لیا جائے اس طرح کرنے سے کھانے کے بعد پہاڑ جیسا برتنوں کا ڈھیر نہیں ہوتا اور باورچی خانہ صاف ستھرا رہتا ہے۔ یوں ہی رات کو بھی برتن وغیرہ دھو کر سنک کو بالکل خالی کر دیں۔

سونے سے پہلے پورے گھر کا ایک چکر لگائیں اور بکھری ہوئی چیزوں کو ان کی جگہ پر رکھ دیں۔ یوں صبح ایک منظم اور مرتب گھر آپ کا منتظر ہو گا جو آپ کو ایک ذہنی سکون فراہم کرے گا اور آپ کے دن کا آغاز ہی صاف اور منظم انداز سے ہو گا۔

ایک مسلمان عورت کے لیے شہزادیِ کونین حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بہترین نمونہ (Role model) ہیں آپ نے اپنے امور خانہ داری کو بہترین انداز میں منظم کیا ہوا تھا حالانکہ مادّی اعتبار سے اس دور میں گھریلو کام کاج میں آسانی کے لیے آج کی طرح کی سہولیات بھی میّسر نہیں تھیں اس کے باوجود تمام گھریلو کاموں کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت، شوہر کی خدمت اور اولاد کی بہترین تربیت فرمائی۔

اللہ پاک ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وہی ہے راہ ترے عزم و شوق کی منزل
جہاں ہیں عائشہ و فاطمہ کے نقش قدم

رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ تسبیحات پڑھنے کی تعلیم فرمائی:

33 مرتبہ سُبْحَانَ اللہ، 33 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور 34 مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

(بخاری، 3/516، حدیث: 5362)

اس عظیم معمول کو تسبیحِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔ یہ تمام سلاسلِ طریقت میں، بالخصوص سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں بھی معمول اور باعثِ برکت ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں فرماتے ہیں کہ

سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جو تسبیحات پڑھنے کی تعلیم فرمائی، ان میں یہ حکمت بھی ہے کہ سونے کے وقت ان تسبیحات کو پڑھنے سے دن بھر کے کام کاج کی تھکن اور درد و آلام دور ہو جاتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، 5/233)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے عطا کردہ اسلامی بہنوں کے 63 نیک اعمال میں سے ایک نیک عمل یہ بھی ہے۔

کیا آج آپ نے پانچوں نمازوں کے بعد کم از کم ایک مرتبہ آیۃُ الکرسی، سورۃُ الاخلاص اور تسبیحِ فاطمہ رضی اللہ عنہا پڑھی؟

نیت کیجیے! نمازوں کے بعد تسبیحات کا یہ مبارک معمول اپنائیں گی اور سونے سے پہلے تسبیحِ فاطمہ رضی اللہ عنہا پڑھ کر اپنے دل کو ذکرِ الٰہی سے منور کریں گی۔



اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مَدَنی*

1 بھنوؤں کو رنگنے اور تراشنے کے متعلق شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل خواتین ”آئی برو ٹنٹ“ (Eyebrow Tint) کروانے میں بھنوؤں کو رنگ (ڈائی) دیتی ہیں، اور یہ کلر بھنوؤں کے بالوں کے رنگ جیسا ہی کیا جاتا ہے، مثلاً بال کالے ہوں، تو کالے رنگ کا شیڈ استعمال کرتی ہیں، تاکہ چہرے کے بقیہ حصوں (مثلاً رخسار، ناک، جبڑا اور ہونٹ) کی طرح ان کے نقوش کو بھی ابھارا اور خوبصورت بنایا جا سکے۔ یہ عمومی طور پر پانی پہنچنے سے مانع نہیں ہوتا، لیکن اس کی بعض اقسام پانی سے روکنے والی بھی ہوتی ہیں۔ اور کئی بار اس میں بھنوؤں کو خاص شکل وڈیزائن دینے کے لیے اطراف سے کچھ بال کٹوائے بھی جاتے ہیں۔ اس تفصیل کی روشنی میں براہ کرم راہنمائی فرمادیں کہ یہ عمل کرنا شرعاً کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شرعاً سیاہ رنگ کے علاوہ دیگر رنگوں سے بھنوؤں کو زینت کے لیے رنگنا منع نہیں جیسا کہ سر کے بال سیاہ خضاب کے علاوہ مہندی سے رنگنا جائز ہے۔ اس اعتبار سے آئی برو ٹنٹ (Eyebrow Tint) میں حرج نہیں، لیکن یہاں مزید دو چیزوں کا خیال رکھنا لازم ہے؛ 1 اس عمل میں بھنوؤں کے بالوں کی کٹنگ نہ کی جاتی ہو کیونکہ خوبصورتی کے لیے بھنوؤں کے بال کاٹنا جائز نہیں۔ 2 اس کلر لگانے میں بھنوؤں کے بالوں یا بدن پر کوئی ایسی تہہ نہ بنے جو پانی کو نیچے پہنچنے میں رکاوٹ بنے۔ کیونکہ بدن پر کوئی ایسی چیز لگانا جو وضو و فرض غسل سے رکاوٹ بنتی ہو، یہ شرعاً ممنوع و ناجائز ہے جیسا کہ علمائے کرام نے نیل پالش لگانے کا یہی حکم دیا ہے۔ ہاں، میک اپ وغیرہ کی ایسی تہہ جو چہرہ دھونے سے بآسانی اتر جاتی ہے وہ ممنوع نہیں۔

نوٹ: اگر ابرو کے بال بہت زیادہ بڑھ چکے ہوں کہ جس سے چہرہ واقعی بدنما ہو جائے تو صرف ان بڑھے ہوئے بالوں کو اتنا تراش کر چھوٹا کر سکتے ہیں کہ جس سے بدنمائی دور ہو جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 سمجھدار نابالغ بیٹے کے ساتھ حج کرنے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کے شوہر کا کچھ عرصہ قبل انتقال ہوا ہے۔ اس کے ورثاء بیوہ اور ایک عاقل بیٹا ہے جس کی عمر 13 سال ہے لیکن وہ نابالغ ہے۔ یہ لڑکا اپنی عمر کے اعتبار سے سمجھدار و قابل اطمینان یعنی وہ باحیا اور پردے کے معاملات کی سمجھ بوجھ رکھنے والا ہے۔ شوہر کی وراثت سے حصہ ملنے کے سبب بیوہ پر حج فرض ہو چکا ہے۔ پوچھنا یہ تھا کہ کیا یہ خاتون اپنے 13 سال کے بیٹے کے ساتھ حج پر جا سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اولاً یہ ذہن نشین رہے کہ عند الشرع کسی بھی عورت کو شوہر یا

* شیخ الحدیث ومفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

محرم کے بغیر شرعی مسافت یعنی 92 کلو میٹر یا اس سے زائد کی مسافت پر واقع کسی جگہ جانا حرام ہے، ساتھ جانے والے محرم کا عاقل و بالغ یا مراہق اور قابلِ اطمینان (یعنی فاسق و بے باک نہ) ہونا بھی ضروری ہے۔ مراہق یعنی قریب البلوغ لڑکا جس کے ہم عمر بالغ ہو گئے ہوں اور اس کی مقدار بارہ سال ہے، اس معاملے میں وہ بھی بالغ کے حکم میں ہے۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں مذکورہ خاتون کا تیرہ سالہ نابالغ بیٹا بھی مراہق و قابل اطمینان ہے جس کی وجہ سے اس خاتون کا اپنے بیٹے کے ساتھ حج کی ادائیگی کے لیے سفر اختیار کرنا جائز ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 نامحرم کی موجودگی میں تیمم سے پڑھی گئی نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے ایک مسئلہ پڑھا تھا کہ اگر عورت کو وضو کرنا ہے اور وہاں کوئی نامحرم موجود ہے جس سے چھپا کر ہاتھوں کو دھونا اور سر کا مسح نہیں کر سکتی تو وہ تیمم کر لے، میرا سوال یہ ہے کہ اگر عورت اس طرح تیمم کر کے نماز پڑھ لے تو کیا پھر بعد میں اس نماز کا اعادہ کرنا ہو گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دریافت کی گئی صورت میں اس عورت پر دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھنا لازم نہیں ہے اس لیے کہ اصول یہ ہے کہ جس عذر کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے، اگر وہ عذر بندے کی طرف سے ہو تو نماز کا اعادہ لازم ہوتا ہے۔ لیکن اگر عذر اللہ عزوجل کی طرف سے ہو، بندے کا اس میں کچھ دخل نہ ہو تو ایسے عذر کے سبب تیمم کر کے پڑھی جانے والی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہوتا، اور دریافت کردہ صورت میں بھی چونکہ غیر کے سامنے ستر کھولنے سے مانع حیا اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں لہٰذا یہ عذر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اور اس کی وجہ سے تیمم کر کے نماز پڑھنے پر اس کا اعادہ لازم نہیں ہو گا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 بچے میں نقص کی صورت میں اسقاطِ حمل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پانچ ماہ کا حمل ہے، الٹرا ساؤنڈ میں بچے کا دماغ چھوٹا و کمر پہ پھوڑا آرہا ہے، ڈاکٹر کہہ رہے کہ حمل ختم کر دیں، کیا اس وجہ سے حمل کو ختم کیا جاسکتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مذکورہ صورت میں حمل ختم کرانے کی شرعاً اجازت نہیں۔ کیونکہ جب حمل چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، اور جب روح پھونک دی گئی تو اب وہ ایک جاندار انسان کی طرح ہے۔ لہٰذا اب اسقاط حمل کرانا گویا ایک جان کا ناحق قتل ہے، جو کہ سخت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ قرآن و حدیث میں کئی مقامات پر قتل ناحق کی مذمت اور اس کے ارتکاب پر عذابِ نار کی وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

واضح رہے کہ ڈاکٹرز کے بتانے سے یا الٹرا ساؤنڈ وغیرہ سے حاصل ہونے والی معلومات یقینی اور قطعی نہیں ہوتیں۔ لہٰذا ایک غیر یقینی بات کی بنیاد پر ایک زندہ انسانی جان کو قتل کرنے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ بلکہ بالفرض اگر کسی طرح ظن غالب ہو جائے پھر بھی روح پھونکے جانے کے بعد اسقاط حمل کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس سے زیادہ سے زیادہ یہی معلوم ہو گا کہ بچے کو کوئی بیماری ہے۔ اور بیماری کی وجہ سے بھی زندہ انسان کو قتل کرنا جائز نہیں ہوتا۔ ہاں جان پڑنے سے پہلے اس طرح کی درست معلومات ملیں تو حکم مختلف ہو سکتا ہے۔

محض وہم اور غیر یقینی اندیشے کی وجہ سے کسی یقینی جان کو تلف کرنا جائز نہیں ہے۔ فقہائے کرام نے ایک مسئلہ بیان فرمایا کہ جب وقتِ ولادت بچہ رک جائے اور ماں کی ہلاکت کا خوف ہو تو محض اس وہم کی وجہ سے زندہ بچے کو کاٹنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، بالکل اسی طرح الٹرا ساؤنڈ جیسے ظنی ذریعے سے حاصل ہونے والی معلومات، جو یقینی اور قطعی نہیں ہوتیں، اس کی بنیاد پر اسقاط حمل کی اجازت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ اس میں بھی ایک یقینی جان کو محض اندیشے کی بنیاد پر قتل کرنا لازم آتا ہے، جو شرعاً جائز نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اے دعوتِ اسلامی تری دُھوم مچی ہے





دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا حسین علاؤالدین عطّاری مَدَنی*

نیو سوسائٹیز ڈیپارٹمنٹ کے تحت کراچی میں دو دن کا سنتوں بھرا اجتماع

دعوتِ اسلامی کے نیو سوسائٹیز ڈیپارٹمنٹ کے تحت فیضانِ مدینہ کراچی میں 17 اور 18 اگست 2026 کو سنتوں بھرا اجتماع ہوا جس میں پاکستان کے مختلف شہروں سے بلڈرز، ڈویلپرز، سوسائٹی مالکان، انویسٹرز، تاجران اور شعبے کے ذمہ دار اسلامی بھائیوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر خلیفۂ امیرِ اہلِ سنت مولانا حاجی عبید رضا عطاری مدنی مَدَّ ظِلُّہُ العالی نے کئی اہم نکات پر شرکا کی راہنمائی کی۔ انہوں نے نمازوں کی پابندی کرنے، غرور، تکبر، ریاکاری، غیبت اور دیگر گناہوں سے بچنے کا ذہن دیا۔ دو دن کے سنتوں بھرے اجتماع میں شریک عاشقانِ رسول کا نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّہُ العالی کے ساتھ بھی ایک سیشن ہوا جس میں انہوں نے نیو سوسائٹیز میں قائم ہونے والی مساجد، ان کی آبادکاری اور شعبے کے دینی کاموں کو مزید وسعت دینے کے لیے اہم نکات بیان کیے۔ اجتماع کے دوران مفتی علی اصغر عطاری مَدَّ ظِلُّہُ العالی نے ”زمین کی خرید و فروخت اور رزقِ حلال کی برکت“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور بلڈرز، ڈویلپرز، سوسائٹی مالکان، انویسٹرز، تاجران اور دیگر عاشقانِ رسول کی راہنمائی کی۔

شعبہ تعلیم کے تحت لاہور میں ٹیچرز کے درمیان سیشن رکنِ شوریٰ حاجی اظہر عطاری نے بیان فرمایا

02 اگست 2026ء کو دعوتِ اسلامی کے شعبہ تعلیم کے تحت مزنگ (لاہور) میں واقع فیضانِ صحابیات سے متصل ہال میں ٹیچرز کے لیے ایک سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف سرکاری و نجی اسکولوں اور کالجوں کے ٹیچرز نے شرکت کی۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے رکنِ شوریٰ حاجی محمد اظہر عطاری نے ”ٹیچر کو کیسا ہونا چاہیے اور اس کا معاشرے میں کیا کردار ہے؟“ کے موضوع پر بیان کیا، نیز طلبہ کی اخلاقی و فکری تربیت پر بھی زور دیا۔ انہوں نے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، کراچی

واضح کیا کہ تعلیم کا اصل مقصد طالبِ علم کی شخصیت اور اخلاق کو نکھارنا، سوچ کو پاکیزہ بنانا اور اُسے ملک و قوم کا خدمت گزار اور والدین کا فرمانبردار بنانا ہے۔

حیدر آباد میں تاجروں کے درمیان رکنِ شوریٰ حاجی عبد الحبیب عطاری کا بیان

دعوتِ اسلامی کے شعبہ رابطہ برائے تاجران کے تحت حیدرآباد سندھ کے سائٹ ایریا میں 06 اگست 2026 کو سنتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں حیدرآباد ملز اونرز ایسوسی ایشن کے عہدیداران سمیت تاجر برادری اور دیگر عاشقانِ رسول نے بھی شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبد الحبیب عطاری نے سنتوں بھرا بیان کیا اور شرکا کو نیکی کی دعوت پیش کی اور انہیں بھی دینِ متین کی خدمت کرنے، دعوتِ اسلامی کے دینی و فلاحی کاموں میں بھرپور تعاون کرنے کی ترغیب دلائی۔

ملتان میں مسجد آمنہ بلال کا افتتاح قاری سلیم عطاری نے افتتاحی تقریب میں بیان فرمایا

14 اگست 2026ء کو دعوتِ اسلامی کے شعبہ رابطہ برائے تاجران کے تحت ملتان کے علاقے نیو ملتان (ٹی بلاک)، پنجاب میں جامع مسجد آمنہ بلال کا افتتاح ہوا جس میں مقامی شخصیات، عاشقانِ رسول اور دعوتِ اسلامی کے ذمہ داران نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریب میں بیان کرتے ہوئے رکنِ شوریٰ قاری سلیم عطاری نے مساجد کی تعمیر و آباد کاری کی شرعی اہمیت اور فضیلت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے واضح کیا کہ مساجد و مدارس کی تعمیر صدقۂ جاریہ ہے، جس کا اجر انسان کو بعد از مرگ بھی ملتا رہتا ہے۔ بیان کے دوران رکنِ شوریٰ نے شرکا کو عشقِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی زندگیوں میں اپنانے اور دینی و فلاحی سرگرمیوں میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دی۔

کوالالمپور میں اسٹوڈنٹس کے درمیان سیشن رکنِ شوریٰ عبد الوہاب عطاری نے بیان فرمایا

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کوالالمپور، ملائیشیا کے اسلامک سینٹر میں دعوتِ اسلامی کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت ایک خصوصی سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف ممالک کے طلبہ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ عبد الوہاب عطاری نے **"اللہ پاک کی بارگاہ میں کامیاب کون ہے؟"** کے موضوع پر بیان کیا۔ انہوں نے حقیقی کامیابی کے حصول، قبر و آخرت کی تیاری، توبہ و استغفار اور گناہوں سے پاک زندگی گزارنے کے اہم نکات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے شرکا کو دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ رہنے، ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرنے اور نیکی کی دعوت عام کرنے کی ترغیب دی جس پر حاضرین نے حسنِ نیت کا اظہار کیا۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے مضامین اور دیگر اہم اپڈیٹس



+923103330935

واٹس ایپ پر حاصل کرنے کے لیے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا آفیشل چینل فالو کیجیے۔ اس کیو آر کوڈ کو اسکین کیجیے یا لنک حاصل کرنے کے لیے اس نمبر پر واٹس ایپ کیجیے۔

Go To Index

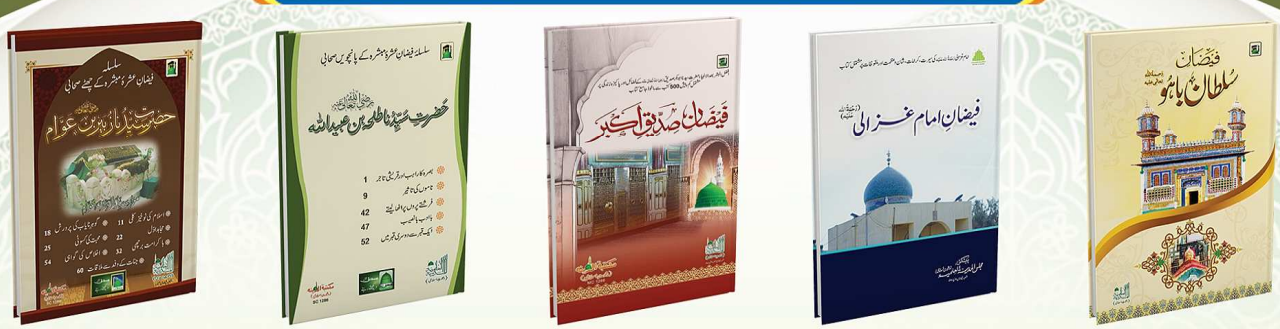
جُمادَی الاُخریٰ کے چند اہم واقعات

تاریخ / ماہ / سن	نام / واقعہ	مزید معلومات کے لیے پڑھیے
1 جُمادَی الاُخریٰ 1102ھ	یومِ وِصال: سلطانُ العارفین حضرت سخی سلطان باہو سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ اور "فیضانِ سلطان باہو"
5 جُمادَی الاُخریٰ 672ھ	یومِ عرس: مولانا جلالُ الدین محمد بن محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1439ھ
9 جُمادَی الاُخریٰ 544ھ	یومِ وصال: حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ
14 جُمادَی الاُخریٰ 189ھ	یومِ وصال: شاگردِ امامِ اعظم، امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1440ھ
14 جُمادَی الاُخریٰ 505ھ	یومِ عرس: حجۃُ الاسلام امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1439ھ اور "فیضانِ امام غزالی"
19 جُمادَی الاُخریٰ 1382ھ	یومِ وِصال: خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا محمد ظفر الدین رضوی بہاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ
22 جُمادَی الاُخریٰ 13ھ	یومِ عرس: مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ تا 1445ھ اور "فیضانِ صدیقِ اکبر"
24 جُمادَی الاُخریٰ 1375ھ	یومِ وِصال: تاجُ العلماء حضرت سیّد شاہ اولادِ رسول محمد میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ
26 جُمادَی الاُخریٰ 410ھ	یومِ وِصال: حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد تمیمی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ
جُمادَی الاُخریٰ 36ھ	شہادتِ مبارکہ: حضرت طلحہ بن عُبیدُ اللہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما	المدینۃُ العلمیہ کے 2 رِسالے (1) "حضرت طلحہ بن عُبیدُ اللہ" (2) "حضرت زُبیر بن عوّام"

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھیے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجیے۔

جُمادَی الاُخریٰ کی مناسبت سے قابلِ مطالعہ کتب و رسائل



دعائے عطار

یارب المصطفیٰ بطفیلِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جو کوئی ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی کم از کم ایک سال کے لیے بکنگ کروائے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائے اور یا اللہ پاک جو بھی میرا مدنی بیٹا یا مدنی بیٹی اس (ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی بکنگ اور ترغیب) کے معاملے میں حصہ لے ان سب سے ہمیشہ کے لیے راضی ہو جا اور ایمان کی سلامتی کی مہر لگا دے، اس سے پہلے موت نہ آئے جب تک تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خواب میں جلوہ نہ دیکھ لیں۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا سالانہ بکنگ پیکج (ڈیلیوری چارجز کے ساتھ)

اردو ماہنامہ رنگین: 3700 روپے
اردو ماہنامہ سادہ: 2300 روپے
انگلش ماہنامہ رنگین: 2500 روپے (سال کے 4 شمارے)
عربی ماہنامہ رنگین: 2000 روپے (سال کے 4 شمارے)

ایک ہی ایڈریس پر 10 یا اس سے زائد بکنگ کروانے پر خصوصی ڈسکاؤنٹ

رنگین ماہنامہ: 3200 روپے (500 روپے کی بچت)
سادہ ماہنامہ: 1800 (500 روپے کی بچت)

بڑے شہروں میں خصوصی ڈسکاؤنٹ آفر

مکتبۃُ المدینہ کی وہ برانچز جو مدنی مراکز فیضانِ مدینہ، جامعاتُ المدینہ (گرلز و بوائز) کے قریب ہیں، ان پر خصوصی ڈسکاؤنٹ آفر
(اس آفر میں ہر ماہ ماہنامہ مکتبۃُ المدینہ سے وصول کرنا ہوگا)

رنگین ماہنامہ: 2600 روپے
سادہ ماہنامہ: 1300 روپے
انگلش ماہنامہ: 2000 روپے (سال کے چار شمارے)
عربی ماہنامہ: 1800 روپے (سال کے چار شمارے)

بکنگ کہاں سے کروائیں؟

1. مکتبۃُ المدینہ کی برانچ
2. مجلس تقسیمِ رسائل کے ذمہ دار
3. ویب سائٹ دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net
4. ویب سائٹ مکتبۃُ المدینہ www.maktabatulmadinah.com
5. کال سینٹر پر بذریعہ کال، میسج اور واٹس ایپ Call : 0313-1139278

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔
بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

01130359